

۳۔ آپ محمد اور پھر دلفریز مصنف

ابن صفی

کے مقبول عام تحریر

وہ تحریر جو کہ ہر مہذب سانس

ابن صفی کے جاسوس دنیا کا ایک مکمل نادر



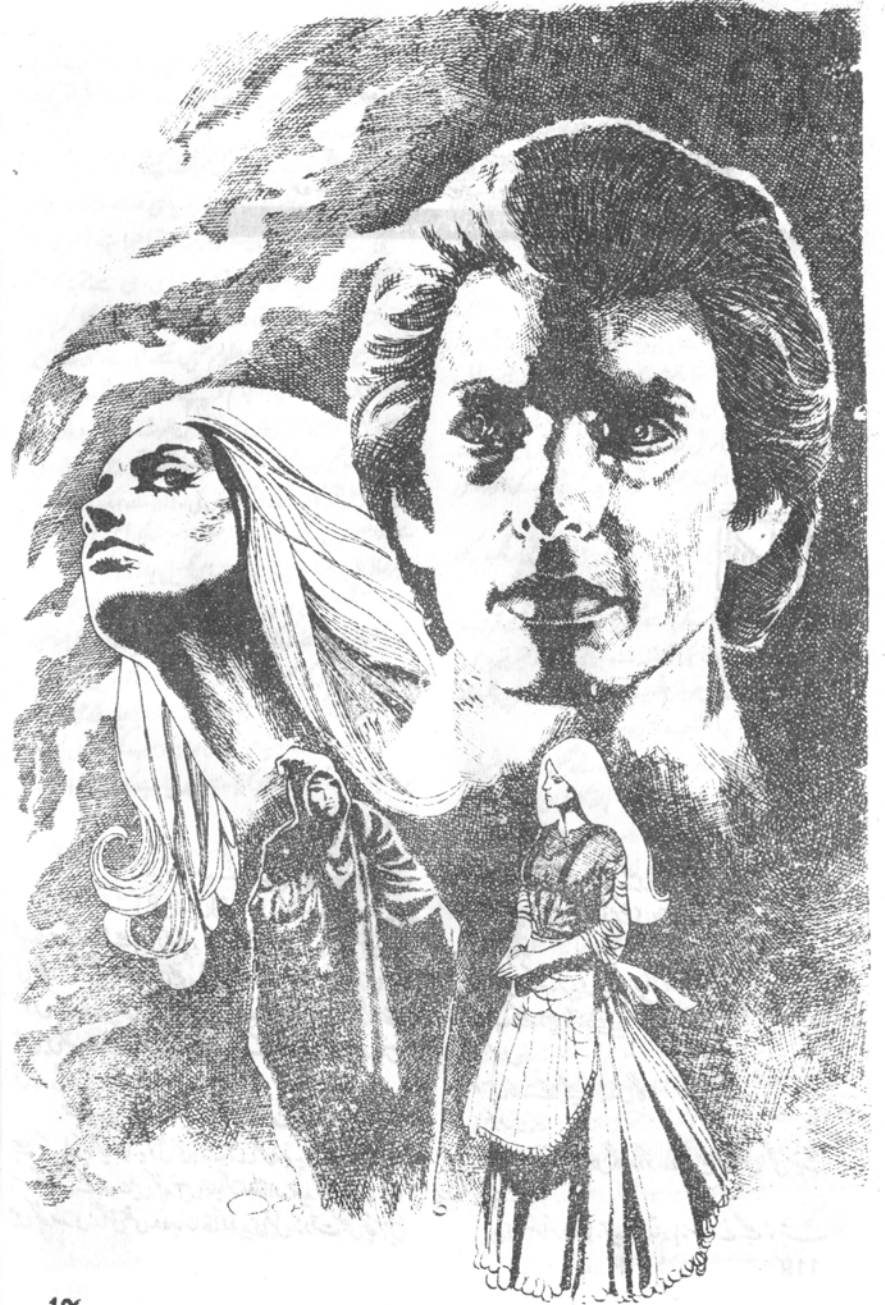
ابن صفی

بتا لیکن پھر بھی وہ پوچھنے سے باز نہیں آتا تھا۔
کار بیسے ہی جیتیم روڈ پر پڑی اس نے کہا: "میرے ذہن میں
ایک اسکیم ہے۔"
"کسی اسکیم؟ فریدی نے پوچھا۔
"آپ مجھے یہیں آنا دیکھیے؟"
"کیوں؟"
"میں کار کے پیچھے دوڑوں گا۔"
"جو موت؟"
"اوریہ چیتنا ہوا دوڑوں گا۔ روکو روکو۔ میری عقل اگلی سیٹ
پر رہ گئی ہے۔"

فریدی مسکرا کر رہ گیا۔ حمید بڑبڑاتا رہا: "خدا نے مجھے ناسیب

کھینچ کر حمید نے ہاتھوں بار کچھ پوچھنے کی کوشش
کی لیکن فریدی کی تیز نظروں کی تاب نہ لا کر خاموش ہو
گیا۔ رات کے ساڑھے باج لپکے تھے اور کرنل فریدی کی سیاہ آستن شہر
کی سڑکوں کے پتھر کاٹ رہی تھی۔ فریدی اور حمید دونوں سیاہ لباس میں
لبوس تھے اور فریدی کے زانوؤں پر چوڑے کا ایک تھیلہ رکھا ہوا تھا
جس میں نقبہ ذنی اور قفل شکنی کے آلات کے علاوہ ایک عجیب وضع
کی چھوٹی سی مشین بھی تھی۔

حمید فریدی کے پروگرام سے قطعی ناواقف تھا، اسے بس ساتھ
چلنے کے لیے کہا گیا تھا۔ یہ کوئی نئی بات نہیں تھی۔ فریدی کبھی اسے اپنی
اسکیوں کے بارے میں کچھ نہیں بتاتا کرتا تھا اور حمید کو بھی اس سلسلے
میں کچھ فہمی نہ ہو گئی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ فریدی قبل از وقت کبھی کچھ نہیں



تھمیلدار نہیں بنایا شکیں اس کا شکوہ کروں گا۔ اس محکمے میں نہ تو عزت ہے نہ آرام۔ گاؤں کے پٹواری مجھ سے زیادہ مزے کھاتے ہوں گے۔

”تم کیا چاہتے ہو؟“

”آرام۔۔۔“

”تب تو تمہیں نائب تحصیلدار کی بوی بننے کی خواہش کرنی چاہیے۔“

”میں بیری کا نائب تحصیلدار بھی بننے پر تیار ہوں مگر مجھے تعویذ سا آرام ضرور چاہیے۔ میں اپنی افتاد طبع سے مجبور ہو کر اس محکمے میں نہیں آیا ہوں۔“

”تو بیٹے خاں، تمہیں محکمہ آرام تو دینا کے کسی بھی حصے میں نہیں ملے گا۔ دیسے بیری نظروں میں صرف ایک جگہ ایسی ہے جہاں آرام ہی آرام ہے۔“

”مجھے اس کا پتہ ضرور بتائیے۔“

”قبر۔۔۔“

”میں وہاں بھی جانے کے لیے تیار ہوں بشرطیکہ کوئی خوبصورت سی لڑکی بھی میرے ساتھ دفن ہونے کا وعدہ کر لے۔“

”آگئے اوقات پر تو فریدی مرنے بنا کر بولا۔“

”میرے باپ دادا کی بھی یہی اوقات تھی جس کا نتیجہ میں بھگت رہا ہوں۔“

”اچھا کجاوس بند کرو۔“

”بند ہو گئی، لیکن آپ کو یہ تو بتانا ہی پڑے گا کہ ہم کہاں جبا رہے ہیں؟“

”ابھی معلوم ہو جائے گا۔“

فریدی نے کار کی رفتار کم کر دی تھی۔ وہ ایک ایسے علاقے میں تھے جہاں کئی بڑی بڑی کوٹھیاں تھیں لیکن ان میں سے شاید دو تین ہی ایسی رہی ہوں جن کی کسی کھڑکی میں روشنی نظر آ رہی ہو۔

ایک جگہ فریدی نے کار روک دی۔

”اتر دو اس نے حمید سے کہا۔ تم یہیں کھڑے رہو۔ میں ابھی آتا ہوں۔“

”یہ جیسا بتا دیجیے کہ اگر آپ واپس آنا بھول گئے تو میں کیا کروں گا؟“

”جو کس منت کرو تو فریدی نے اسے نیچے دھکیلتے ہوئے کہا۔“

کار آگے بڑھ گئی۔ حمید اندھیرے میں مکا ہوا گیارہ بجتا ہوا

شاید آخری منزل پر بھی لیکن خاموشی کے علاوہ اور چارہ ہی کیا تھا۔ وہ جہاں تھا وہیں کھڑا رہا۔

آسان بلادلوں سے ڈھکا ہوا تھا اور کسی وقت بھی بارش ہو سکتی تھی۔

شاید دس منٹ بعد فریدی واپس آگیا۔ کار کہیں چھوڑ آیا تھا۔ لیکن پھرے کا تھیلہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ حمید کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے ایک عمارت کی طرف بڑھا۔ پھانگ کے قریب پہنچ کر اس نے حمید سے کہا۔ ”میں پھانگ کا تالا توڑنے جا رہا ہوں۔“

”بسم اللہ مجھے کیا انتظار ہی ہو سکتا ہے۔ کیسے تو قریب کے کھانے میں اطلاع کروں؟“

”سنبیدہ ہو جاؤ، دودھ پھر ماروں گا۔“

فریدی نے تھیلے سے ایک اڈار نکالا اور اسے قفل کے کندھے میں پھنسا کر زور کرنے لگا۔ دوسرے ہی لمحے کڑا ایک بلی کی آواز کے ساتھ الگ ہو گیا۔

پھانگ کھول کر وہ اندر داخل ہوئے۔ چاروں طرف قبرستان کی سی دہرائی تھی۔ پائیں باغ چھوٹا ہی تھا۔ انھیں اصل مہارت تک پہنچنے میں دیر نہ لگی۔

ہماتہ بھی تاریک تھا اور نظام عمارت کے کسی بھی حصے میں زندگی کے آثار نہیں پائے جاتے تھے۔ فریدی نے جیب سے سافٹ بجالی صدر دروازہ بھی قفل تھا اور قفل ایسا نہیں معلوم ہوتا تھا جسے آسانی سے توڑا جاسکتا۔ فریدی ادھر ادھر دیکھنے لگا پھر وہ ایک کھڑکی کی طرف بڑھا۔

کھڑکی کا شیشہ توڑنے میں کیا ڈشواری ہو سکتی تھی۔ دوسرے ہی لمحے میں اس نے شیشے سے نکلنے لگی۔ ہاتھ میں ہاتھ خال کر اندر سے چھنی گرا دی۔ کھڑکی کھل گئی۔

اندہ بیٹھے ہی حمید نے کھڑکی کے کمرے کی ٹیمپس کی جیسے اس عمارت میں حمید سے تارہ ہوا کا گرد نہ ہوا ہو۔ وہ ایک آراستہ کمرے میں کھڑے ہوئے تھے۔ فرنیچر پر گرو کی تھیں نظر آ رہی تھیں۔ فریدی کی بخشی سی تاریکی شام کی بڑی تیزی سے کمرے میں گردش کر رہی تھی پھر وہ پوری عمارت کا چکر لگانے کے بعد اس کمرے میں دوبارہ واپس آنے جہاں انھوں نے کسی قسم کا بھی کوئی سامان نہیں دیکھا تھا۔ یہ کمرہ بالکل خالی تھا۔ دیواریں اور فرش ننگے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے یہاں کبھی کوئی سامان رہا ہی نہ ہو۔ فریدی نے سوچا کہ آج کر کے کمرے میں روشنی کر دی۔

حمید نے محسوس کیا کہ فریدی آگے بڑھنے کی کوشش نہیں کر

121

لہا ہے۔ اس کے چہرے پر کچھ اس قسم کے آثار تھے جیسے اُسے اس کر کے کو اس حال میں دیکھ کر سخت ہلوسی ہوئی ہو۔
 ”کچھ نہ بھرا۔ کچھ بھی نہ بھرا۔“ فریدی نے بڑبڑایا۔
 ”کیا نہ بھرا؟“
 ”اس کر کے کی حالت دیکھ رہے ہو؟“
 ”دیکھ رہا ہوں مگر مجھے کوئی خاص بات نظر نہیں آتی؟“
 ”یہاں پہلے... کافی سامان رہا ہوگا۔ ممکن ہے فرش پر قالین یاد رہی بھی رہی ہو؟“
 حمید حیات نے فریدی کی طرف اشارہ کیا۔
 ”مخبر بتاتا ہے کہ فریدی باغدار کا بولا ہے اس نے قبیلے سے وہ مشین نکالی جس کے استعمال کے حمید بھی تک ناواقف تھا اور نہ پہلے ہی کبھی وہ فریدی کے پاس نظر آتی تھی۔ اس کے پچھلے حصے میں تیار سے کچھ بھرا ایک بالک رہا تھا۔ فریدی نے وہ دیکھ کر دوار سے گئے ہوئے گورج بورڈ میں نصب کر دیا۔ مشین زیادہ بڑی نہیں تھی اور اس کی شکل کس فٹاکس سے سے شاپتھی۔ حمید کو یہ سمجھا کہ شاید یہ کسی قسم کا کیمرہ ہے جس سے فریدی کر کے کا فوٹو لینے کا ارادہ رکھتا ہے۔ لیکن دوسرے اسی لمحے میں وہ گھبرائی سی مشین ایک دیکھی کسی آواز کے ساتھ چل پڑی اور اس میں سے مٹیالے رنگ کا گہرا مٹیالے رنگ کا فرش پر منتشر ہونے لگا۔
 فریدی اپنے ہاتھوں کو آہستہ آہستہ جنبش دے رہا تھا۔ شاید ایک یا دو ہر منٹ تک مشین چلتی رہی پھر فریدی نے اُسے بند کر دیا۔
 ”اب دیکھو فریدی نے فرش کی طرف اشارہ کیا۔
 اب فرش پر بے شمار قدموں کے نشانات نظر آ رہے تھے۔ مشین سے غبار منتشر کرنے سے پہلے فرش بالکل صاف دکھائی دیتا تھا۔
 ”مگر شاید تم یہ سمجھ رہے ہو کہ مٹیالے سے یہ کچھ پیروں کے نشانات کے لیے کیا ہے؟“ فریدی نے کہا۔
 ”میں کچھ بھی نہیں سمجھ رہا ہوں۔“
 ”تو اب سمجھو۔ مجھے تو قلعہ میں اس کر کے میں بخوڑی جگہ ایسی بھی ملے گی جہاں پیروں کے نشانات نہ ہوں گے۔“
 ”نہ ہوں گے۔ میں اب بھی نہیں سمجھا لیکن اس طرف کرنے میں نشانات نہیں ہیں۔ فرش صاف صاف ہے۔“
 ”تو اب؟“ فریدی نے فریدی نے کہا اور دوار کی جڑ کے ساتھ جھٹکا ہوا اس جیسے کچھ پہنچ گیا جہاں قدموں کے نشانات نہیں تھے جہاں اس نے نوک کر چاروں طرف دیکھا اور دیوار پر ایک جگہ

نظر جمادی۔
 خاموشی کا ایک طویل وقفہ... حمید کو لجن ہونے لگی تھی اور اب وہ فریدی کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ وہ بھٹکا ہوا ایک عجیب طرح کا شور سن کر فریدی کی طرف متوجہ ہو گیا۔
 فریدی بھی اس طرف دیکھ رہا تھا۔
 ”ادھر دیکھو۔ مجھے اس کی تلاش تھی“ فریدی نے ایک ایسے خلا کی طرف اشارہ کیا جو فرش میں اسی جگہ پیدا ہو گیا تھا، جہاں قدموں کے نشانات نہیں تھے۔
 حمید انکھیں بھاڑے اور وہی دیکھتا رہا۔
 ”دیوار سے بٹے ہوئے ادھر ہی چلے آؤ“ فریدی بولا۔
 ”میں آ رہا ہوں لیکن یہ سب کچھ کیا بلا؟“ حمید دوار کے ہمارے اس کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔
 فریدی نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کی ٹانگ کی روشنی ترخانے میں رنگ گئی۔ سانس ہی سڑھیاں تھیں۔
 ★★
 آسکر اسٹریٹ میں سنا تھا۔ پوری شہر روشن تھی لیکن رات زیادہ گزر جانے کی وجہ سے آمد رفت بند ہو گئی تھی۔ مکانوں کی کھڑکیوں میں زیادہ تر گہری نیلی روشنی نظر آ رہی تھی۔
 اچانک آسکر اسٹریٹ کا سکوت شور و غل میں تبدیل ہو گیا لیکن وہاں کے رہنے والے بدستور سوئے تھے۔ اگر کسی کی آنکھ کھل بھی ہوگی تو بڑی بے پروائی سے کوٹ بدل کر دوبارہ سو گیا ہوگا۔
 سب ہی جانتے تھے کہ آسکر اسٹریٹ میں ایک شراب خانہ بھی ہے اور اس کا مالک کوئی اچھا آدمی نہیں۔ سب ہی جانتے تھے کہ وہاں اچھے آدمی نہیں آتے۔ اسی لیے کسی میں اتنی ہمت بھی نہیں تھی کہ وہ اس شراب خانے میں آسکر اسٹریٹ کے خوف آواز اٹھا سکتا۔
 گرچی کو سب جانتے تھے۔ وہ ایک لمبا ترنگا دیسی عیسائی تھا۔ اس کی پیشانی زخموں کے نشانات سے داغدار تھی اور بایں حال بخوڑی سے لے کر کان کے نیچے تک دو جھٹوں میں تقسیم تھا۔ یہ بھی کسی گھر سے زخمی ہو گیا تھا۔ جبرے بھاری اور چہرہ کا کافی بڑا تھا۔ گرچی ہی اس شراب خانے کا مالک تھا اور اس شراب خانے میں رات کو گھومنا شہر کے نیچے ہوئے بدعاش اکٹھا ہوا کرتے تھے اکثر وہ نشے میں جھنگام رہا کرتے جیتے اور اتنا شور مچاتا کہ پاس چڑوس کے بہرے آدمیوں کی بھی نیندیں اچھٹ جاتی تھیں لیکن جیسے ہی گرچی اپنے کمرے سے نکل کر جیسے تک آنا اچانک اس طرح خاموشی چھا

جاتی جیسے بھیڑیوں کے گلے میں کوئی پھیر پھٹس آیا ہو۔ بلکہ ہوئے شرابیوں کا فشر ہون جوتا۔
 آج بھی یہی ہوا۔ دو آدمی کسی بات پر لڑتیے۔ پہلے تو تین پانچ پھر مزید اور گریوں کی باری آگئی۔ جب تک گرچی اپنے کمرے سے نکلا۔ کوئی آدمیوں کے سر پر ہلان ہو گئے اور دو دین کرسیاں ٹوٹ گئیں۔
 ”کیا جو رہا ہے؟“ ہنگامہ کرنے والوں نے گرچی کی گرجدار آواز سنی اور جہاں تھے وہیں رہ گئے۔ اس طرح سناٹا چھا گیا جیسے کچھ دیر قبل کوئی بات ہی نہ رہی ہو۔
 ”جھگڑا کس سے شروع کیا تھا؟“ گرچی کی تیز قسم کی سرگوشی کر کے میں گورج کر رہ گئی۔ اس کی خوشی انکھیں جیسے کو گھور رہی تھیں اور وہ کمرہ بھر ہاتھ رکھے سینے سے اس طرح کھڑا تھا جیسے کوئی دیو، باشتیوں کی سرزمین میں پہنچ گیا ہو۔
 لوگوں نے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا۔ یہ بھی ایک کافی تندہرست خوش پوش آدمی تھا لیکن اس کی آنکھوں سے پتہ چلتا تھا کہ انتہائی کین توڑ اور غریب کر کا آدمی ہے۔
 ”ادھر آؤ“ گرچی نے اس سے حکمانہ میں کہا۔
 ”میں تمہارے باپ کا نوکر نہیں ہوں۔ دوسرا گرج کر بولا۔
 گرچی ایک دوسری مین کی طرف دیکھنے لگا جس کے گرد چار آدمی بیٹھے کچھ دیر قبل تاش کھیل رہے تھے لیکن اب انھوں نے تاشوں کی گڈی ایک طرف رکھ دی تھی اور گرچی کے مخالف کو بیٹھنے لظروں سے دیکھ رہے تھے۔ گرچی نے انھیں کچھ اشارہ کیا اور اپنے کمرے کی طرف واپس چلا گیا۔
 دوسرا آدمی ہوشیار ہو چکا تھا مگر اسے مدافعت کا موقع نہ مل سکا۔ چاروں اس پر فوٹ پڑے تھے۔ بخوڑی ہی دیر میں اس کے ہاتھ پیر حسرت بڑھ گئے۔
 دوسرے ہی لمحے وہ اُسے کھینچتے ہوئے گرچی کے کمرے کی طرف لے جا رہے تھے۔
 گرچی نے اُسے بڑی حقارت سے دیکھ کر اپنے آدمیوں سے کہا۔ اس کے کمرے آتا رہو۔
 دوسرے آدمی نے جہر جہر دیکھ کر کرنی جانی لیکن بس نہ چلا۔ انھوں نے اسے قابو میں کر کے اس کے کمرے میں لے جا کر دیکھا۔ جسم پر ہفت ایک اندویشہ لگیا۔
 ”اب دروازے کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ“ گرچی نے

دروازہ کھلا ہوا تھا۔ جو نہیں وہ دروازے کی طرف بڑھا، گرچی نے اس کی کمر پر ہلات رسید کر دی۔ وہ منہ کے بل شراب خانے میں جا بڑا۔ اس بار شراب خانے کی چھت تھپکوں کے شور سے جھنجھٹا اٹھی۔
 ”ان سے کہو زیادہ شور نہ مچائیں“ گرچی نے اپنے آدمیوں سے جھلاتی ہوئی آواز میں کہا۔
 ”میں نے فون کی گھنٹی بجنے لگی اور وہ چاروں کمرے سے نکل گئے۔
 گرچی نے نہ سو رہا تھا یا ”میلو“
 ”گرچی؟ دوسری طرف سے آواز آئی۔
 ”ہاں میں گڑی بول رہا ہوں۔“
 ”پتہ قلم دہو والی کو کھنٹی میں دو“ دی داخل ہوئے ہیں۔
 ”کون ہیں؟“

عصر کا ضرر کی الف لیلا
 اور دروازے کی طرف تریں کہانی
 لکھتے ایسے انسان کے داستانے جو سچ کے انگلیوں سے
 دوسروں کے دماغ کو نمونہ ہے اور لوگوں کو بچنے سوج
 کا شہرارت پہنچاتا ہے
 ٹیلی ویژن کے ہاں وہ اعلیٰ تہم کو کی داستان لکھتے
 جو پچھلے نو برسوں سے پاکستانی سپینس ڈائجسٹ میں شائع ہو رہی ہے
دیکھو
 جس کو دیکھ چاہیے ان سطر سطر دیکھ رہی ہیں
 • رادی: فریڈا دے قیوم • نو قلم: جی الدین ذوق
 دیوتا نے اپنی طاقت کی بنیاد پر دیوتا کی کہانیوں کا ریکارڈ کر دیا ہے۔
 ڈائجسٹ سائز کے ایک 8000 صفحات شاخ پرچہ ہیں جو نام لکھانی
 مارچ 2000 صفحات کے برابر ہیں۔
 ہر ایک ایک ڈیڑھ کے ۲۹ حصے شاخ کوچے ہیں۔
 • قیمت: بی مٹہ زف ۲۵/۱۰ روپے • جلد کلرڈ ۳۵/۱۰ روپے
 اگر آپ نے ایک ”دیوتا“ نہیں پڑھا تو دنیا کے بہترین ناولوں سے
 خود مر گئے۔ ہاں! کوئی ہے آپ صرف دیوتا کے 100 صفحات پڑھ
 جیسے پھر آپ دیوتا مکمل کے بغیر نہ رہ سکیں گے۔
 ۱۹۹۲، پہلا ایڈیشن، جلد اول، ۱۱۰۰

"میں نہیں جانتا فوراً بہت ہو"

"اچھا اگر می رسیدور رکھ کر دوازے کی طرف مڑا۔"

★★

"ہم کہاں جا رہے ہیں؟ تمہارے چاروں طرف دیکھ کر کہا۔
"آؤ... فریدی ترخانے کی پہلی میز پر قدم رکھتا ہوا بولا۔
"مغرب... اچانک کشت سے آواز آئی فریدی اور حمید کے
ہاتھ بے اختیارانہ طور پر اپنی پیشانیوں کی طرف گئے اور پھر دوسرے
ہی لمحے میں ان کے چہروں پر سیاہ نقابیں کھینچ گئیں۔ وہ دوازے
کی طرف نکلے۔
پانچ مسلح نقاب پوشوں کے دیوالوں ان کی طرف اٹھے
ہوئے تھے۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ؟ سب سے اونچے آدمی نے کہا۔
"اٹھاؤ ہاتھ؟ فریدی نے حمید سے براہستہ کہا۔
ان کے ہاتھ اوپر اٹھ گئے۔ لمبا آدمی چند لمحے انھیں گھورتا
رہا پھر اس نے اپنے آدمیوں سے کہا "ان کے چہرے کھول دو۔"
دو آدمی آگے بڑھے۔ انھوں نے اپنے دیوالوں پر جب میں
رکھ لیے تھے لیکن اب بھی میں دیوالوں کی نائیں فریدی اور حمید
کی طرف تھیں۔
دونوں ان کے قریب آگئے۔

"خبردار...! لیے آدمی نے لٹکانا کوئی حرکت نہ ہو، دوسرے
ہی لمحے تم مردہ ہو گے۔"

"تربیع نہیں جڑے ہیں؟ فریدی آہستہ سے بڑبڑایا اور حمید بڑی
بھرتی سے زمین پر بیٹھ گیا۔ فریدی نے بھی یہی کیا تھا۔

دو نقاب پوش اپنے ہی زور میں ان پر آ رہے اور پھر
دوسرے ہی لمحے وہ فریدی اور حمید کی گوفت میں تھے۔ ایک وقت
تین فائر ہوئے لیکن تینوں گولیاں سامنے والی دیوار پر پڑیں۔

قبل اس کے کہ وہ دوسرا ڈنڈ چلائے، فریدی نے اپنے
قابو میں آئے ہوئے آدمی کو ان پکھینچ مارا۔ تین فائر ہوئے،
لیکن کوئی گولی چھت پر پڑی اور کوئی دیوار پر پڑی کہ وہ تینوں گولے
گئے تھے۔ فریدی ان پر پھوٹے بھیڑیے کی طرح چھپ پڑا۔ حمید
کو کچھ نہ سوچھی تو اس نے اپنے ٹکڑے ترخانے میں دھکا دے
دیا لیکن اسے اتنا ہوش کہاں تھا کہ وہ اس کی چرخش کو محفوظ
ہوتا، دوسری طرف فریدی ان چاروں سے گھٹا ہوا تھا۔ حمید نے
دیوالوں کا لالہ لیکن اس کی سمجھ ہی میں نہیں آیا کہ وہ کیا کرے؟

اس نے دیوالوں پر جب میں ڈال لیا۔

پھر وہ بھی ان چاروں سے بچ گیا۔ اب ان میں سے کسی
کے بھی ہاتھ میں دیوالہ نہیں تھا۔

پھر وہ بھی ان چاروں سے بچ گیا۔ اب ان میں سے کسی
کے بھی ہاتھ میں دیوالہ نہیں تھا۔

پھر وہ بھی ان چاروں سے بچ گیا۔ اب ان میں سے کسی
کے بھی ہاتھ میں دیوالہ نہیں تھا۔

پھر وہ بھی ان چاروں سے بچ گیا۔ اب ان میں سے کسی
کے بھی ہاتھ میں دیوالہ نہیں تھا۔

پھر وہ بھی ان چاروں سے بچ گیا۔ اب ان میں سے کسی
کے بھی ہاتھ میں دیوالہ نہیں تھا۔

پھر وہ بھی ان چاروں سے بچ گیا۔ اب ان میں سے کسی
کے بھی ہاتھ میں دیوالہ نہیں تھا۔

پھر وہ بھی ان چاروں سے بچ گیا۔ اب ان میں سے کسی
کے بھی ہاتھ میں دیوالہ نہیں تھا۔

پھر وہ بھی ان چاروں سے بچ گیا۔ اب ان میں سے کسی
کے بھی ہاتھ میں دیوالہ نہیں تھا۔

پھر وہ بھی ان چاروں سے بچ گیا۔ اب ان میں سے کسی
کے بھی ہاتھ میں دیوالہ نہیں تھا۔

پھر وہ بھی ان چاروں سے بچ گیا۔ اب ان میں سے کسی
کے بھی ہاتھ میں دیوالہ نہیں تھا۔

پھر وہ بھی ان چاروں سے بچ گیا۔ اب ان میں سے کسی
کے بھی ہاتھ میں دیوالہ نہیں تھا۔

پھر وہ بھی ان چاروں سے بچ گیا۔ اب ان میں سے کسی
کے بھی ہاتھ میں دیوالہ نہیں تھا۔

پھر وہ بھی ان چاروں سے بچ گیا۔ اب ان میں سے کسی
کے بھی ہاتھ میں دیوالہ نہیں تھا۔

پھر وہ بھی ان چاروں سے بچ گیا۔ اب ان میں سے کسی
کے بھی ہاتھ میں دیوالہ نہیں تھا۔

پھر وہ بھی ان چاروں سے بچ گیا۔ اب ان میں سے کسی
کے بھی ہاتھ میں دیوالہ نہیں تھا۔

پھر وہ بھی ان چاروں سے بچ گیا۔ اب ان میں سے کسی
کے بھی ہاتھ میں دیوالہ نہیں تھا۔

پھر وہ بھی ان چاروں سے بچ گیا۔ اب ان میں سے کسی
کے بھی ہاتھ میں دیوالہ نہیں تھا۔

پھر وہ بھی ان چاروں سے بچ گیا۔ اب ان میں سے کسی
کے بھی ہاتھ میں دیوالہ نہیں تھا۔

سے پوچھا۔

فریدی کے جوتوں پر ہلکی سی سکراہٹ نمودار ہوئی اور
اس نے کہا "خیر سنو! تم نے اس دوران میں ایک بڑی حیرت
انگیز خشرمی ہو گئی۔ یہی کہ بنا مار میں سو سو روپے کے لاکھوں جعلی
نوٹ پھیل گئے ہیں۔"

"ہاں مجھے معلوم ہے؟"

"لیکن یہ معلوم ہو گا کہ وہ نوٹ کہاں سے آئے؟"

"جہیں... جہیں نہیں جانتا؟"

"وہ نوٹ سینٹرل بینک سے نکل کر پھیلے ہیں؟"

"سینٹرل بینک سے؟ حمید کا منہ حیرت سے کھل گیا۔"

"ایک حیرت انگیز واقعہ جس کا تذکرہ ناممکنات کی تاریخ میں
ایا جاتا ہے۔"

"لیکن سینٹرل بینک سے کس طرح؟"

"یہی مسئلہ تو ظہور طلب ہے۔ فریدی نے کافی کی پیالی
لے کر بڑے طویل سانس لے کر کہا "نوٹ وہیں سے ایشور ہوئے
ہیں اور اب بھی ان کی کافی بڑی تعداد بینک کے اسٹرونگ روم
میں موجود ہے، اس کا مطلب سمجھتے ہو؟"

حمید کچھ نہ بولا۔ وہ جواب طلب نظروں سے فریدی کی
طرف دیکھ رہا تھا۔

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ کس سال سے آئے ہوئے اصلی نوٹ
مارگارٹ کی جگہ جعلی رکھ دیے گئے؟"

"نہیں یہ کس طرح ممکن ہے؟"

"ممکن نہیں ہے۔ اسی لیے تو یہ معاملہ میرے سپرد کیا گیا
ہے۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ وہ اس کے امکانات پر غور کر رہا تھا۔
"تو کیا رات بھر کسی قسم کا جھگڑا تھا؟ اس نے پوچھا۔

"قطعی۔ آخر ہم نے اس ترخانے میں کیا دیکھا تھا؟
"مجھے وہاں ملک الموت کی پرچھا میں نظر آئی تھی... حمید
بھنپلا کر بولا۔

"اس ترخانے میں کسی قسم کی مشینیں نصب تھیں۔ کسی قسم
نے ان کے نشانات نہیں دیکھے۔ اوپر کا وہ اس طرح خالی دیکھ
رہی ہیں سمجھ گیا تھا کہ اب وہاں کچھ نہ ہو گا۔ وہ لوگ مشینیں
کال لے گئے؟"

"مگر کوئی ملک آپ کی رسائی کیسے ہوئی تھی؟
"میں نے اس دوران میں ایک ایسے آدمی پر نظر رکھی تھی

جو کسی زمانے میں جعلی نوٹوں کے ہلاک بنانے کے سلسلے میں پکڑا
گیا تھا۔ اسی کے ذریعے میں اس عمارت تک پہنچا لیکن اب
میں اس بات کا ثبوت نہیں دے سکتا کہ اس ترخانے میں نوٹ
ہی چھپائے گئے تھے۔"

"اس کا یہ مطلب ہوا کہ مجرم کافی ہوشیار ہیں اور خاص
طو سے آپ پر نظر رکھتے ہیں؟"

"ہاں... آں۔ فریدی نے ایک طویل انگڑائی لی اور اسے
کیلئے رہا تھا۔"

★★

گریٹی کا شراب خانہ اس وقت سرد تھا۔ گریٹی سوتا بھی نہیں
تھا۔ اسی کمرے میں جہاں اس نے اپنا آفس بنا رکھا تھا۔

ابھی وہ سو رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔ گریٹی نے غرا
کر کوٹ بدلی اور پھر آنکھیں بند کر لیں لیکن گھنٹی بجتی ہی رہی پھر
وہ ایک گندی سی گالی بکاتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

"ہیلو... وہ دہلیز میں حلق پیار کر چکا۔
"گریٹی؟ دوسری طرف سے آواز آئی۔

"اوہ... آپ ہیں؟ گریٹی کی آواز نرم پڑ گئی۔
"کل رات وہ دونوں کون تھے؟"

"وہ دیکھیے! بات دراصل یہ ہے کہ وہ کچھ کر نکل گئے میرا
ایک آدمی بھی بڑی طرح زخمی ہو گیا ہے۔"

"کیا تم پہچان سکتے ہو؟ دوسری طرف سے آواز آئی۔
"ان کے چہروں پر نقابیں تھیں؟"

"اچھا خیر... خیر تعین جاتا ہوں... وہ کرنل فریدی
ہی تھا؟"

"ارے... گریٹی کی آواز حلق میں جھنسن گئی۔
"اپنے آدمیوں کو سجا دو کہ اس عمارت کی طرف اب
رج بھی نہ کریں؟"

"بہت بہتر بناب؟
"اور سنو۔ راجو کو ہاتھ جو؟"

"جی ہاں... بہت اچھی طرح۔ وہی راجو؟
"ہاں تم جانتے ہو۔ اچھا سنو، اسی کو وجہ سے کرنل کی
رسائی اس عمارت تک ہوئی تھی؟"

"وہ کس طرح؟
"کسی طرح بھی ہو۔ اس سے سروکار نہیں۔ بہر حال راجو
کو کچھ ہی دے دو۔ سمجھ گئے نا؟"

"جی ہاں، اچھی طرح... مگر کرنل؟
 "اس کی فکر کرو لیکن اس نے تمہیں پہچانا تو نہیں؟
 "مگر نہیں جناب میں تجھے نہیں ہوں؟
 "ہاں، بہت زیادہ جوش یا رہنے کی ضرورت ہے؟
 "آپ مطمئن رہیں۔ راجو کو کل تک چھٹی دے دی جائے گی؟
 "کل نہیں آج جتنی جلد ممکن ہو سکے۔
 "گرتی تھی تمہارے کچھ کھانا چاہ لیکن دوسری طرف سے
 سلسلہ منقطع کیا جانچا تھا۔

اس نے ریسپورڈ رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے آثار
 تھے۔ وہ چند لمحوں کے اندر باس کھڑا ہوا اور کھڑا رہا پھر پورے
 شراب کی بوتل اٹھا کر ہونٹوں سے لگا لی۔ دو تین گھنٹہ خاص
 شراب کے لئے کراس نے بوتل پھر اس کی جگہ پر رکھ دی۔
 پھر اس نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی کا جین دیا۔ بار بار دہاتا
 ہی رہا۔ عمارت کے کسی دور افتادہ حصے میں گھنٹی بج رہی تھی۔
 پھر ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی دوڑتا ہوا کمرے کی طرف آ رہا ہو
 دوسرے ہی لمحے میں دروازہ کھلا اور ایک اینگلو انڈین لڑکی کا چہرہ
 دکھائی دیا۔

"میں ڈارلنگ! اس کی سرپلی آواز کمرے میں گونجی۔
 "ڈارلنگ! اچھی، چائے کہاں ہے؟ گرتی دھاڑا۔
 "اوہ... ابھی آئی۔ خفایوں ہوتے ہوئے اس نے کہا اور
 دوڑتی ہوئی چلی گئی۔ گرتی بڑا سا نمٹتا رہا۔ شاید دو تین
 منٹ بعد وہ اپنے ہاتھوں پر ناستے کی ٹرے اٹھا کر دوبارہ کمرے
 میں داخل ہوئی۔
 "چڑچڑا... گرتی بالکل اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ اس نے
 ٹرے کو میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"شٹ آپ! گرتی دھاڑا۔
 لوکی پر بظاہر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ وہ کافی خوب
 صورت اور تندرست تھی۔ عمر میں اسی پچیس سال کے درمیان
 رہی ہوگی۔ عنانی رنگ کے اسکرٹ میں خاص جگہ رہی تھی۔
 اس نے گرتی کے لیے چائے اڈنڈی اور خود بھی ایک کوس
 کھینچ کر پینے لگی۔

"بات کیا ہے؟ آج صبح ہی صبح...
 "چپ رہو۔
 "نہیں چپ رہوں گی۔ لڑکی نے اسی لہجے میں کہا کہ تم
 ہمیشہ مجھے کتیا کی طرح دھتکار رہے ہو؟

"تم میری ہولکون؟
 "میں تمہاری کوئی ہوں یا نہ ہوں... لیکن تم میرے ہو؟
 "زبردستی؟ گرتی کے ہونٹوں پر ایسی سی مسکراہٹ نمودار
 ہوئی تو لاکھوں تم میرے لیے کچھ نہیں کر سکتی؟
 "کبھی کبھار کر دوں گی۔
 "تم نہیں کر سکتی؟
 "گرتی... تم تباہی ہو؟
 "آج رات ایک آدمی کو بے ہوش کرنا ہے۔
 "کبھے...؟

"اوہ... یہ کام بہت آسانی سے ہو جائے گا۔ تم اسے جانتی
 ہو۔ وہ تم سے لٹھ مارنے کا خواہاں ہے۔ بلے سے اشارے پر
 تمہارے پیچھے لگ جائے گا لیکن تم اسے کہیں اور سے جاؤ گی،
 یہ کام یہاں نہ ہوگا۔ سمجھیں... راجو کو جانتی ہو؟
 "اچھی طرح جانتی ہوں؟
 "میں تمہیں بے ہوش کی دو ادول گا لیکن تم اسے دو اینے
 کے بعد پھر اس جگہ نہیں بھڑو گی۔ سمجھیں؟

★★
 "بیہات... بیہات... حمید ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔
 "کتنا حسین موسم ہے اور میں آکا چٹا جھلی نوٹوں کے پیکر میں
 چکر لڑ رہا ہوں اور عاقبت دو دنوں پر برباد کر رہا ہوں؟
 "فریدی نے کارو ایک تنگ سی گلی میں موڑتے ہوئے کہا
 "زندگی سے زیادہ حسین دنیا کی کوئی چیز نہیں۔ حسن کا معیار ہی
 زندگی ہے اور زندگی کیا ہے؟ شاید تم نہ جانتے ہو؟
 "زندگی؟ حمید نے پھر ٹھنڈی سانس لی۔ زندگی چاندی عورت
 کے سوا کچھ نہیں؟

"نابدان کے لئے جو تم؟ فریدی بڑا سا نمٹتا ہوا بولا۔
 "نہیں اس سے بھی بدتر۔ اس کی بھی ماہ ضرور ہوئی ہوگی؟
 "دماغ خست چلاؤ۔ سمجھو؟ فریدی نے انھیں بحال کر لیا۔
 تم سے ہزار بار کچھ کہوں کہ شاید نہ کرلو؟
 "تب تو میں اور زیادہ آتو ہوا جوں گا؟
 "تب پھر سو دی کھائے ہوئے کتے کے پلوں کی طرح ٹپٹاؤں
 ٹپٹاؤں نہ کرو۔ سمجھو؟

حمید نے جواب میں کچھ نہیں کہا۔
 کارنگلی سے نکل کر دوسری سڑک پر گئی تھی۔ زیادہ سے
 زیادہ رات کے آٹھ بجے ہوں گے موسم کا خوش گوار تھا اور

شہر کی سڑکوں پر رونق نظر آ رہی تھی۔
 "حمید؟ فریدی نے تھوڑی دیر بعد کہا۔ میرا خیال ہے کہ اس
 گروہ میں کوئی عورت بھی ہے؟
 "مگر ایسا ہے تو عید... ہے۔ میں اپنے سر پر جھلی نوٹوں
 کا بھوت سوار کروں گا کیوں کیا آج کسی عورت کے پیروں کے نشانات
 بھی تھے؟
 "بھلا کسی عورت کے پیروں کے نشانات کی پہچان کیا ہے؟
 "اویچی اڑی کے جوڑے کا نشان۔ سول سے اڑی کا حاصل اور
 دو دنوں کا تناسب؟

"آہ! خوب یاد آیا۔ آخر آپ وہ شین اب تک کہاں چھپائے
 ہوئے تھے؟
 "میں... اسے تو کیا تم نے اسے پہلے پہل دیکھا ہے؟
 "جی ہاں؟

"وہ تو ایک بہت ہی عام چیز ہے۔ انگلیڈ کی لائبریریوں میں
 عام طور پر پائی جاتی ہے۔ وہاں اس کے ذریعے کتابوں کی الماریوں
 میں کیڑوں کو فنا کرنے کے لیے پاؤڈر چھڑکا جاتا ہے لیکن میں نے
 اس کا ایک دوسرا اور اس سے بھی زیادہ کارآمد مصرت دریافت کیا
 ہے۔ لیکن جو پاؤڈر میں استعمال کرتا ہوں۔ وہ میری اپنی ایجاد ہے۔
 "کیا آپ اس کے استعمال کو عام کریں گے؟ میرا خیال ہے کہ
 اس سے تمہارے گوشت فائدہ پہنچے گا؟
 "یقیناً نہیں اسے رائج کرنے کی کوشش کروں گا؟
 "مگر اس وقت ہم کہاں جا رہے ہیں؟
 "آج پھر میں راجو کا تعاقب کروں گا؟
 "کون راجو؟
 "دی، جس کا تعاقب کرتے کرتے میں اس عمارت تک پہنچا
 تھا۔ فریدی نے کہا۔

"لیکن وہ ہمیں لگے گا کہاں؟
 "آرکینٹون۔ وہ پھر بڑے آٹھ سے دس تک آرکینٹون میں بیٹھ کر
 چلتا ہے۔ آج سے ایک ماہ قبل کوئی کوئی کو متناج تھا لیکن آج
 کل دولت مندوں کی کسی زندگی بسر کر رہا ہے؟
 "کیا آپ کو یقین ہے کہ...؟
 "ہاں مجھے یقین ہے کہ وہ بھی اکیل میں شریک ہے؟
 "کیڑی، آرکینٹون کے کھاؤ کے باہر ہی رک گئی۔ وہ دو دنوں
 نیچے آئے لیکن آگے بڑھنے کی بجائے فریدی ایک طرف ہو گیا۔
 ایسا کرتے وقت اس نے آہستہ سے حمید کا ہاتھ بھی پایا تھا۔

حمید کی نظر سامنے اٹھ گئی۔ ایک ادھیر عمر آدمی جس کے جسم
 پر شام کا سوٹ تھا۔ بدست شریوں کی طرح لکھڑا تھا۔ آواز سے
 پہاٹک کی طرف آ رہا تھا۔
 "راجو؟ فریدی نے آہستہ سے بولا۔

"اچھا... یہی ہے مگر میری طرح ڈاؤن معلوم ہوتا ہے۔
 آنے والا تھا۔ اس کے گزرتے فٹ پاتھ پر لوگ گناہ فریدی
 اور حمید اس سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھے۔ راجو نے آہستہ آہستہ
 ایک گزرتی ہوئی ٹیکسی کو رکنے کا اشارہ کیا اور ٹیکسی فٹ پاتھ
 سے اٹکی۔

"پپ... یہی وہی راجو؟ پچھلی سیٹ کا دروازہ کھول کر
 اندر بیٹھا ہوا بولا۔

"ٹیکسی چل پڑی۔ فریدی کی کینک اس کا تعاقب کر رہی تھی۔
 "تو کیا یہ پرچی وہاں رہتا ہے؟ حمید نے حیرت سے کہا۔ وہاں
 تو بہت زیادہ دولت مند لوگ رہتے ہیں؟

"یہ نہیں... اس کی جائے قیام کا پتہ آج تک مجھے نہیں
 معلوم ہو سکا؟

"دو دنوں کا اس سڑک پر فراتے بھرتی رہیں۔ شاید میں منٹ
 بعد ٹیکسی پر پڑی دلا کے سامنے پہنچ گئی۔

فریدی نے بھی کئی تین یا چالیس گز کے فاصلے پر روک
 دی اور خود نیچے اتر کر آگے بڑھنے لگا۔ انھوں نے ٹیکسی ڈرائیور کو
 دیکھا جو پچھلی نشست کا دروازہ کھولے ہوئے راجو کو آواز میں
 رہا تھا۔ اتنے میں فریدی اور حمید اس کے قریب پہنچ گئے۔
 اس نے ان کی طرف مڑ کر بے بسی سے پوچھا؟ صاحب

آپ ادھر ہی بیٹھے ہیں؟
 "ہاں... کیوں؟

"یہ صاحب! پتہ نہیں کدھر رہتے ہیں۔ پی کر بے ہوش ہو
 گئے ہیں۔ آپ میں انھیں کہاں لے جاؤں؟
 "ذرا اندر کی لائٹ جلاؤ؟ فریدی نے کہا۔ ممکن ہے ہم
 انھیں جانتے ہی ہوں؟ پھر وہ حمید سے انگریزی میں بولا؟ اگر یہ
 بے ہوش ہو تو میں نہ ہم اسے اپنے ساتھ لے چلیں... کیا
 خیال ہے؟

"یہ زیادہ اچھا ہوگا میں آپ کا یہ طریقہ بہت ہی پسند
 کرتا ہوں؟
 ڈرائیور نے اندر روشنی کر دی۔

"اوہ... ہاں؟ فریدی بولا؟ یہ تو میرا جڑی ہے۔ اچھا،

میں اسے گھر پہنچا دوں گا۔ تم کمرہ کرو۔ تمہارے پیسے کتنے تھے؟
 "میرے دو تھیں۔ مگر تمہارے گھر پہنچنے پر جھک پڑا۔
 فریدی نے بے ہوش راجو کو ٹیکس سے نکلنے کے لیے ہاتھ
 بڑھائے لیکن دوسرے ہی لمحے میں اس کے منہ سے ایک تیز زرد
 سی آواز نکلی۔

وہ چننے لے اسی طرح جھکا کھڑا باہر حید کی طرف متحرک ہوا
 سے بولا: یہ تو ختم ہو گیا:
 کیا مطلب؟

فریدی نے ڈرائیور کو مخاطب کر کے پرسکون لیجے میں کہا:
 "یہ بے ہوش نہیں بلکہ مر رہا ہے۔"
 "جی صاحب! ڈرائیور کو کھلا کر دو چار قدم پیچھے مٹ گیا۔

"تم اسے کہاں سے لائے تھے؟
 "ج... جناب! میں... بگ... کچھ نہیں جانتا۔
 ہم چلتے ہیں کہ تم اسے آگے گھنٹوں سے لائے تھے۔ ڈرو نہیں
 ہم پولیس کے آدمی ہیں۔ اچھا تم پھر وہیں واپس چلو جہاں سے اسے
 لائے تھے؟

ڈرائیور کی طرح کانپ رہا تھا۔ فریدی نے حید سے کہا کہ وہ
 کیڑی میں چلے اور خود کسی ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ گیا۔
 "اوہ... تم بہت گھبرائے ہو۔ ہرگز فریدی ڈرائیور کا
 شاہد چیکنا بڑا بولا: اچھا ادھر بٹو، میں ڈرائیور کروں گا۔ تمہیں تم
 ایک سیٹ زکر بیٹھو:

ڈرائیور دوسری طرف جھک گیا۔ فریدی ڈرائیور بننے لگا۔ لیکن
 کے چالاک پر پہنچ کر اس نے گاڑی روک دی اور نیچے اتر کر حید
 سے بولا: بیٹو وہ گویا نہیں نکلا ڈرو۔ میرا نام لینا۔ وہ ہم سے بھلی آفت
 ہے۔ میں اسے شہرت نہیں دینا چاہتا۔ سمجھے؟

حید میں چارندت بعد بیٹو دیر کے ساتھ واپس آ گیا۔ بیٹو
 دیر کے چہرے پر سراسیمگی تھی۔ وہ فریدی سے اچھی طرح واقف تھا
 اور جب اس نے ٹیکسی میں لاش دیکھی تو کانپ کر گیا۔
 "تم اسے پہچانتے ہو۔ یہ یہیں سے اٹھ کر گیا تھا۔ فریدی نے
 اس سے کہا۔

"جی ہاں۔ راجو صاحب۔ ہمارے منتقل کا کہ... مگر:
 "تم نے آج اسے دیکھا تھا؟
 "جی ہاں!"

"اس کے ساتھ کون تھا؟
 "ایک اینگلو انڈین لڑکی جو غالباً پہلی بار ان کے ساتھ آئی تھی۔"

"کیا تم نے اسے پہلی بار دیکھا تھا؟
 "جی ہاں۔ میرا خیال ہے کہ وہ یہاں کسی نہیں آئی۔
 "اس کا تعلق؟

"یہ ذرا مشکل کام ہے۔ اب جانتے ہیں کہ میں کتنا مشغول رہتا
 ہوں۔ ویسے میرا خیال ہے کہ وہ خارجی رنگ کے اسکرٹ میں تھی اور
 یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ کافی دل کش تھی۔
 "اچھا تم اس لاش کا ذکر کہہ کر کسی سے نہیں کرو گے۔ فریدی
 باز عجب آواز میں بولا۔

★★
 دوسری صبح گریش اپنے کمرے میں ناشتہ کر رہا تھا۔ اس کے
 ساتھ اس کی اینگلو انڈین داشتہ سونیا بھی تھی۔

"میں نہیں سمجھ سکی کہ آج کل تم کیا کر رہے ہو؟ سونیا بولی۔
 "پچھلی رات راجو کا زہانے کیا۔ مرنے والا نہ جانے ہے۔ چارہ کہاں جا کر
 بے ہوش ہوا ہو؟

تیسے ہوش: گریش مسکرا کر بولا: وہ بے چارہ تو مر ہی گیا:
 کیا مطلب؟ سونیا جانے کا گھوٹ لینے لیتے زک بھی چہر
 اس نے پیالی میز پر رکھ کر گریش کے چہرے پر نظر جمادیں۔

"کیا کہہ رہے ہو؟ وہ آہستہ سے بولی۔
 "ہاں... یہ اتنا دیکھو... پہلے اسے معنی پر اس کی لاش
 کی تصویر توجہ دے۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ اس کی موت کسی قسم
 کے زہر سے واقع ہوئی ہے۔

سونیا اچھل کر کھڑی ہوئی۔ اس کا چہرہ زرد ہو گیا تھا۔ اس نے
 اپنے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر لی۔ کچھ کہنا چاہا لیکن کامیاب نہ ہوئی۔
 "کیوں! اسے یہ پیالی تو ختم کرو؟ گریش مسکرا کر بولا۔

"تو وہ زہر تھا؟ سونیا اس طرح بولی جیسے خواب میں بڑبڑا رہی
 ہو۔ وہ سوتلے جیسے تم نے بے ہوشی کی دوا کیا تھا؟
 چلو بیٹھ جاؤ؟ گریش ہراساں نہ بنا کر بولا: یہ سبج نہیں، میرا
 آفس ہے۔ دیکھو میں جانتا ہوں کہ تم ایک اچھی اداکار ہو۔

گریش تم نے بہت بڑا کیا: سونیا کا بچتی ہوئی بیٹھ گئی۔
 "لو اس بند کرو؟ گریش بڑھ گیا: آخر تم اسے اتنی اہمیت کیوں
 دے رہی ہو؟

"اوہ... تم... میں نے تمہارے کئی ترموں میں شرکت
 کی ہے لیکن میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ تم جیسے ایسے کاموں پر
 بھی استعمال کرو گے۔ نہیں، نہیں یہ بہت بُرا ہے۔
 "اب اگر تم خاموش نہیں رہو گی تو تمہارا بھی یہی انجام ہو گا۔

سبھی...
 "ختم کرنے سے کیوں ختم کروا دیا؟
 "سنو... اچھا سنو۔ اگر وہ رات سے نہ جٹایا جاتا تو...
 اوہ میں کیا کیا رہا ہوں... دیکھو لو، اپنے کام سے کام رکھو...
 گریش کے معاملات میں دخل اندازی کی سزا موت ہے۔ جس میں اتنی

ہمت ہے کہ وہ گریش سے کسی بات کا جواب طلب کر سکے؟
 "یہ تو نہ کہو؟ سونیا چڑ کر بولی: اس انگریز کے بوٹ کی بیٹی
 چائے سے فرصت ہے تو اس قسم کی باتیں کرنا اس کے سامنے ایک
 ذلیل سے کیڈر نظر آتے ہیں؟

"شٹ اپ! گریش نے جھکا کر اس کے منہ پر ہاتھ مارا اور
 وہ کرسی سمیت اٹ گئی۔
 وہ فرش پر بیٹی چھوٹ چھوٹ کر رہ رہی تھی۔

گریش نے کمرے سے پورے ناشتے کی میز پر پھوٹو ماری۔ میرا گری
 اور کہہ چینی کے برتنوں کی کھنک سے گونجے اٹھا۔
 پھر وہ پیر جٹا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

★★
 فریدی اپنی تجربہ گاہ میں ایک میسٹریوب پر جھکا ہوا ہلکے
 نیلے رنگ کے کبھی سیٹل کا جائزہ لے رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس نے میسٹریوب کو ایک میں رکھ کر
 ایک طویل سانس لی اور دیکھ کر کہنے کے لیے گھٹنی بجانے لگا۔
 تو کہہ کر اس نے میں دیر نہیں لگی۔

"حمید کو یہاں بھیج دو: اس نے فکر سے کہا اور سگا کا ڈبہ
 لینے لگا۔
 ذکر چلا گیا...

تھوڑی دیر بعد حمید تجربہ گاہ میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ
 میں کئی ترموں کی کپڑوں کی متعدد دو جھپاں تھیں۔
 "ناجی رنگ کون سا ہے؟ اس نے آتے ہی ان وجوہوں

کو فریدی کے چہرے کے برابر اٹھا کر کھلاتے ہوئے پوچھا۔
 "کیوں؟
 "اس کے اسکرٹ کا رنگ ناخوشی ہی تو بتایا گیا تھا؟

"وقت نہ رہا کہ وہ فریدی کے لیے میں بخٹی تھی۔
 "پھر تھیلے کے میں اسے کس طرح تلاش کروں؟ بیٹو بڑھنے
 یہ بھی بتایا تھا کہ وہ بہت خوب صورت تھی۔ میں صبح سے اس پتھر

میں ہوں کہ وہ ناخوشی اسکرٹ میں کیسی لگتی ہوگی؟
 "سجیدہ ہوجاؤ، وہ نہ بہت بُری طرح پیش آؤں گا؟

"آپ میری پوری بات بھی نہ سمجھتے۔ حمید ایک کڑی پر گرتا
 بڑا بولا۔

"لو اس بند کرو؟ فریدی نے سگا رنگ کا کہہ... میں تمہیں ایک
 جڈہ بیچنا چاہتا ہوں؟
 "کافی بڑے علاقہ... میں ہر جگہ جاسکتا ہوں۔ خواہ وہ بہت

ہی کیوں نہ ہو؟
 "تمہیں لاشوں کے سودا گروں کی نگرانی کرنی ہے؟
 "لاشوں کے سودا گر... کیا آپ اس وقت الف لیلی سے

بول رہے ہیں؟
 "نہیں، میں جیتی جاگتی دنیا سے بول رہا ہوں۔ فرزند۔ یہ بھی
 ایک عجیب سا لطیفہ ہے۔

"میں نہیں سمجھا:
 "وہ لاش کے سودا گر ہیں۔ اعلانیہ لاشیں فروخت کرتے ہیں۔
 "اور میں ان کی نگرانی کے لیے مقرر کیا جا رہا ہوں؟

"ہاں، ہاں، تمہیں حیرت کیوں ہے؟
 "حیرت دیرت کچھ بھی نہیں۔ جب آپ جیسے آدمی کا
 ساتھ ہوتو متیرے بڑا وقت کی بربادی کے علاقہ اور کچھ نہیں؟

"سمجھ دار آدمی ہو فریدی مسکرا کر بولا۔
 حمید کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک تو کچھ گاہ میں داخل ہوا۔
 "صاحب! وہ کہتا ہے کہ میں نے بغیر نہ جڑاؤں گا: اس نے کہا۔

"نیا؟ فریدی نے اسے گھورنے لگا: کون کتنا ہے؟
 "ایک آدمی جو صورت سے شریف نہیں معلوم ہوتا:
 حمید قبچکہ لگا کر بولا: سنا آپ نے؟ ابھی کیا ہے۔ مگر اس

گھر کے کھنڈ اور پتھر بھی سراسر اس نہ ہوا میں تو ہم بدل کر گئے:
 "نہیں کپتان صاحب! آپ خود دیکھ جیسے۔ وہ مجھے کوئی
 اچھا آدمی نہیں معلوم ہوتا: تو کہنے لگا۔

گھر کے سارے ذکر اسے کپتان صاحب کہنے لگے تھے
 اور یہ اس کی رہا پر ہوا تھا اگر کوئی اسے صرف صاحب کہتا تو
 دوسرے ہی لمحے میں اسے اس کی انگلیاں اپنی گردن میں پکڑت

ہوتی ہوئی محسوس ہوتیں اور پھر جب تک وہ کپتان صاحب کا منہ
 مار کر اپنی غلطی پر ناام نہ ہو لیتا اسے اپنی گردن چھڑا نہا شکل بچاتا۔
 "ہوں؟ فریدی کچھ سوچتا ہوا بولا: "اچھا بیٹو، میں تمہیں...
 وہ دونوں نیچے آئے۔ حمید کا ذہن لاشوں کے سودا گروں میں
 الجھ کر گیا تھا اور فریدی نے ان کے متعلق جس قسم کے لیے میں
 گفتگو کی تھی اسے وہ محض ذائق سمجھنے کے لیے تیار نہیں تھا۔...

ڈرامٹک روم میں اسے ایک ایسا آدمی نظر آیا جسے وہ بار بار دیکھ چکا تھا۔ شہر کے ان غنڈوں میں اس کا شمار تھا جو عام آدمیوں میں خود کو اعلیٰ سوسائٹی کے افراد دکھانے کی کوشش کرتے تھے لیکن ان کی اصل حرکات سے صرف محکمہ سرائے رسائی ہی واقف تھا۔

”کیوں رچیاں یہاں کیسے؟“ فریدی اسے تیز نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔

”ایک بہت ہی اہم اطلاع کے ساتھ حاضر ہوا ہوں ایسی اطلاع جسے آپ جرحال میں پسند کریں گے۔ میں نے ابھی ابھی اخبار میں ذبح کی لاش کی تصویر دیکھی ہے۔“

”کیا یہ اطلاع ہے؟“ فریدی نے تسخیر آمیز حیرت کا اظہار کیا۔

”آپ نہیں سمجھتے جناب۔“ رچیاں بولا۔ وہ اطلاع راجو کی موت کے سلسلے میں ہے۔“

”بیٹھ جاؤ فریدی صوفے کی طرف اشارہ کر کے بولا۔“

”میں جانتا ہوں کہ اس کی موت میں کس کا ہاتھ ہے۔“ رچیاں نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں...“ فریدی نے جواب دیا۔

”اس کی موت میں گریٹی کا ہاتھ ہے۔“

”بہت خوب۔“ فریدی نے شکریاں ادا کی۔ آج کل اس سے جھگڑا ہو گیا ہے۔“

”دیکھیے آپ یہ۔“ سمجھے گا کہ میں اسے خواہ مخواہ پسوانا چاہتا ہوں لیکن میں مجھے اس کا اعتراف ہے کہ اس سے میری حال ہی میں جھگڑا ہو رہا ہے اور میرا جذبہ انتقام ہے جو مجھے یہاں تک لایا ہے لیکن میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ محض میری جھلجھلٹ نہیں ہے بلکہ اس میں حقیقت کبھی دخل ہے۔“

”جھگڑا کیوں ہوا تھا؟“ فریدی نے اسے مٹونے والی نظروں سے دیکھ کر پوچھا۔

”اس نے میری سخت توہین کی تھی۔ آپ یقین نہ کریں گے۔ ایک معمولی سی بات پر اس نے میرے کپڑے اتار کر مجھے اپنے شراب خانے سے نکلوا دیا تھا۔“

”کمال ہے...“ میں تو تمہیں اتنا کہہ رہا تھا کہ تمہیں سمجھنا تھا۔ فریدی نے کہا۔

”جب تین تین ریوالور نکل آئیں تو ایک ہتھ آدھی کپ کر

سکتا ہے؟“

”کچھ دیر خاموشی رہی... فریدی نے کچھ سوچ رہا تھا اور اس کی نظر جہاں کے چہرے پر پڑی۔ غصہ دیر بعد اس نے کہا: ”آفریقہ کس

بنا پر گرتی ہو اور کوا قاتل بھڑھارتے ہو؟“

”دیکھیے میں بتا ہوں... گریٹی کی ایک داشتہ ہے۔ مونیا۔ وہ اس کے شراب خانے میں بار میڈ کے فرائض بھی نبھاتی رہی ہے۔ گریٹی اس پر کوئی نظر رکھتا ہے اور وہ جب بھی باہر نکلتی ہے گریٹی اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ میں نے کبھی اسے نہ تو تنہا دیکھا اور نہ ہی دیکھا کہ وہ گریٹی کے علاوہ کسی اور کے ساتھ ہو لیکن کل شام وہ مجھے اجڑے کے ساتھ نظر آئی تھی۔“

”کس لباس میں تھی؟“ فریدی نے پوچھا۔

”اسکرٹ میں۔ وہ انینگلو آڈرین ہے۔“

”اسکرٹ کا رنگ کیسا تھا؟“

”نارنجی...“

”لیکن یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ فریدی نے کہا۔“ ہو سکتا ہے کہ تمہیں اسے کسی دوسرے کے ساتھ دیکھنے کا اتفاق ہی نہ ہوا ہو۔“

”جی ہاں، لیکن یہ لیکن میں جانتا ہوں کہ راجو اس پر بڑی طرح متاثر تھا اور اس نے کئی بار اس پر ڈورے ڈالنے کی بھی کوشش کی تھی۔ میں بھی جانتا ہوں کہ اس سلسلے میں اکثر گریٹی اور راجو مل جل گئے ہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ گریٹی نے باقی سسرے اونچا ہونے دیکھ کر اسے ختم ہی کر دیا ہو؟“

”تم نے انھیں کہاں دیکھا تھا؟“

”آرکینو میں۔“

”کیا تم راجو کی رہائشی گھر آ کر پہنچے ہو؟“ فریدی نے پوچھا۔

”جی نہیں...“ میں ان کے جانے سے پہلے ہی بٹھ گیا تھا۔“

”اچھا وہاں گریٹی کا بھی کوئی آدمی موجود تھا؟“

”میں ڈھونڈ رہا ہوں کہ کس کا؟“

”وہاں کے بل بیٹھنے کا انداز کیا تھا؟“

”حیرت انگیز... انتہائی حیرت انگیز جناب... میں نے اسی سونیا کا ہاتھ راجو کے ساتھ گریٹی کے شراب خانے میں بھی دیکھا ہے۔ وہ اسے کبھی کبھار نہیں لگاتی تھی۔ وہ اگر اس سے گفتگو بھی کرنا چاہتا تھا تو اس کی جیبوں میں جاتی تھیں لیکن کل شام کو سونیا اس سے اتنی لگاؤ تھی کہ دوسرے لوگ اسے راجو کی بیوی یا محبہ بہی سمجھتے ہوئے گئے۔“

”ہاں... تم وہاں سے کس وقت اٹھے تھے؟“

”شاید ساڑھے سات بجے ہوں گے۔“

130

”ٹھیک۔ اچھا...“ فریدی نے کچھ کہتے کہتے رنگ گیا۔ غصہ دیر خاموش رہنے کے بعد اس نے ایک طویل سانس لے کر کہا: ”اچھا رچیاں! اس اطلاع کا شکریہ۔ میں تمہاری فراہم کردہ معلومات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کروں گا۔“

”رچیاں کے چلے جانے کے بعد کافی دیر تک فریدی خاموش بیٹھا رہا۔“

”اشوں کے سوداگرواں بات اب بھی حمید کے ذہن میں کھٹک رہی تھی۔“

”آپ مجھے خواہ مخواہ اٹھایا۔“ فریدی نے تنگ انداز میں کہا۔

”کیا جو میری اس طرح چونکا جیسے اسے وہاں اس کی موجودگی کا علم ہی نہ رہا ہو۔“

”اشوں کے سوداگر: حمید کرسی کے پیچھے پر ہاتھ مار کر بولا۔“

”فی الحال اسے بھول جاؤ۔ میں راجو کے متعلق سوچ رہا ہوں۔“

”اچھا تو وہی بات ہے۔ کچھ بولے ہی تو۔ آپ کو خاموش دیکھ کر میری اپنی آواز صحن میں چھینے لگتی ہے۔“

”فریدی صرف شکر کر رہا گیا۔“

”راجو کے قتل کو دو ہفتے ہیں سے دیکھتا ہے۔ فریدی نے سگڑا ٹاکر صوفے کی پشت سے ٹپک لگاتے ہوئے کہا۔“ پہلی حیثیت تو یہ ہے کہ وہ تجھ کی کرسی بنانے کے سلسلے میں مشہور تھا۔ اس کا تعلق اب کرتے کرتے میں محاسن عمارت تک پہنچا تھا اور وہاں جو کچھ بھی پیش آیا اس سے تم کو قانع ہوا اور شاید تم نے ہی بات کہی تھی کہ مجرم ہماری طرف سے خاموشی پر پور ہوتا رہا۔ اگر یہ بات ہے تب تو راجو کا قتل اسی سلسلے میں ہوا ہے۔ یعنی ان لوگوں کی نشاندہی کرنے والا ہمارے سامنے ہے ہٹا دیا گیا۔ دوسری شخصیت... وہ گریٹی کی محبوبہ کا عاشق تھا۔“

”ذرا صبر کر۔ کیا آپ کو جہاں کی بات پر یقین ہے؟“ فریدی نے پوچھا۔

”کیوں... میرا خیال ہے کہ یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ بھی نہیں ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ گریٹی نے اسے اپنے شراب خانے میں سے بلانے کا کہا تھا۔“

”آپ کیا مانتے ہیں؟“

”بالکل غیر ضروری سوال ہے۔ دو خطہ تک قسم کے بدحاشوں میں جھگڑا ہوا اس کی خیر جو تک نہ پہنچے۔“

”خیر اچھا...“ آپ دوسری حیثیت کا بیان کرتے رہے تھے۔“

”دوسری حیثیت میں کچھ دشواریاں ہیں۔ اگر راجو کا قتل

131

مقاتل کے سلسلے میں ہوا تھا تو اس کی نوعیت ایسی نہیں کہ اس پر یقین کیا جا سکے جس کے لیے قتل کے بھی امکانات ہو سکتے ہیں۔ وہ خود اس کے ساتھ تھی۔“

”میں اس پر بھی یقین نہیں کر سکتا۔“

”اگر یقین نہیں کر سکتے تو کھڑے ہو جاؤ؟“

”میں نہیں سمجھا۔“

”میں آرکینو کے ہیڈ ویکوٹون کر رہا ہوں۔ اسے ساتھ لے کر گریٹی کے شراب خانے میں جاؤ۔“

”میں جا رہا ہوں۔ خون کرنے کی ضرورت نہیں؟“

”تم سمجھتے نہیں۔ میں اس سے کہوں گا کہ وہ گلاب بن کر وہاں جانے اور شراب خریدے اور پھر باہر آکر تمہیں اطلاع دے اور وہاں تمہیں منتظر ہی میں رہو گے۔“

”کیوں؟ میرے خیال سے اس کی ضرورت ہی نہیں۔ ہم براہ راست گریٹی سے بات کریں۔“

”نہیں! معاملات کو خراب نہ کرو۔ وہ بڑا چالاک ہے۔ مجھے تو اب بھی توقع نہیں ہے کہ وہ لڑکی وہاں موجود ہو۔“

”کیوں؟“

”میں نے کہا تھا کہ گریٹی کا پی لاک ہے۔“

★★

گریٹی اپنے کمرے میں بیٹھا اخبار دیکھ رہا تھا۔ سامنے بیڑ پر دھکی کی بول اور سامنے رکھے ہوئے تھے گلاس آدھے سے زیادہ خالی تھا اور ایس ٹری پر رکھا ہوا اسکرٹ آدھے سے زیادہ بھرا ہوا تھا۔

”ایک سو نیا بول کھلائی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔ گریٹی نے اخبار سے نظر ہٹا کر اس کی طرف دیکھا لیکن نہیں۔“

”کیا ہے؟“ اس نے بیستہ رخا رہا نظر نہ گئے ہوئے پوچھا۔

”گریٹی ڈیر۔ ابھی یہاں آرکینو کا ہیڈ ویکوٹون آیا تھا۔ اس نے اسکا کچ کی دو بلیں خریدیں اور چلا گیا۔“

”تھوڑا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا؟“ گریٹی نے اخبار سے نظر ہٹا کر اسے گھوڑتا ہوا بولا۔

”سونیا شاید کچھ اور کہنا چاہتی تھی لیکن گریٹی نے اسے بولنے کا موقع نہ دیا۔ وہ اس پر برس پڑا تھا۔ تم خواہ مخواہ مجھے بدمعاشی ہو چلا۔ یہ بھی کوئی ایسی بات تھی۔ اگر وہ دو بلیں خرید کر لے گیا... تو...“

”دشمنہ چورنگ کرنا ہو گیا اور اس نے تیری سے پوچھا...“

”کون تھا؟“

”آرکینو کا ہیڈ ویکوٹون۔“

131

"یہاں سے خرید کر لے گیا ہے۔"

"ہاں..."

"کتنی دیر ہوئی؟"

"جیسے ہی وہ باہر گیا، میں ادھر چل آئی۔"

"گڈ... لاؤ... تم بالکل گدھی ہو۔ تم نے آگ لپکتا کا انتخاب کر کے سخت غلطی کی تھی۔ اسے کسی غیر معروف جگہ لے جانا تھا۔"

"ہوں... سونیا دانت نہیں کھڑی ہوئی۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ اسے میں نہ رہی ہوں تو میں بھی اسی کے ساتھ جہنم میں چلی جاتی۔"

"جو اس بندہ کو روک رہی تھی مجھے سونیا بھی اسی طرح گرجی۔ تم کہتے ہو۔ تم نے مجھے دھوکا دیا۔ سونیا بھی اسی طرح گرجی۔ دفعتاً گرجی نرم ہو گئی۔ اس نے شکر اکر اس کے گال پر ہتھی دی اور آہستہ سے بولا یہ تمہیں چھپ جانا چاہیے ڈارلنگ۔ سنہ تمہارا گرجی بڑی مشکلات میں پھنس جائے گا۔"

"ہیں... میں ہرگز نہیں چھپوں گی۔ سونیا کے پیچھے میں اب بھی تنہی باقی تھی۔"

"پگل نہ بزمیری نفسی ڈارلنگ۔ آؤ میرے ساتھ آؤ۔ وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر لے کر نکلتا تھا۔"

"وہ دونوں ایک نیم تاریک سی راہداری طے کر رہے تھے۔ سونیا بظاہر احتجاج کر رہی تھی لیکن انداز سے ایسا نہیں معلوم ہوتا تھا کہ وہ اس کے ساتھ جانے پر تیار نہ ہو۔"

"اچانک ایک جگہ رگڑ کر گرجی نے اس کی گردن دوچولی۔ ایک ہاتھ سے وہ اس کا منہ دبانے لگی تھی اور دوسرے ہاتھ سے گلا گھونٹ رہا تھا۔ سونیا بڑی طرح چل رہی تھی لیکن وہ خود کو گرجی کی فولادی گرفت سے نہ نکال سکی۔"

"تھوڑی دیر وہ راہداری میں بے جان پڑی تھی اور گرجی لڑکا ڈھکنا اٹھا رہا تھا۔"

"پھر شاید پانچ منٹ کے اندر ہی اندر سونیا کی لاش گورنر ڈال دی گئی۔"

★★

"اس وقت شراب خانہ بالکل خالی تھا۔ گرجی کے ساتھی بھی موجود نہیں تھے۔ وہ سونیا کو ڈھکے لگا کر شراب خانے میں واپس آیا اور کچھ صدمہ دروازہ بند کر کے جانا تھا کہ فریدی اور حمید داخل ہوئے گرجی کو دبا کر پیچھے مٹ گیا لیکن پھر اس نے حیرت انگیز طریقے پر اپنی حالت سنبھال لی۔"

"اوہ... کرنل صاحب! وہ اپنے مخصوص طرز پر انداز میں مسکرایا۔"

"فریڈے، میرے لائق کوئی خدمت؟"

"فریدی بھی جواباً مسکرایا لیکن کچھ بولا نہیں۔ وہ تیز نظروں سے شراب خانے کا جائزہ لے رہا تھا۔"

"گرجی کا چہرہ زرد پڑنے لگا تھا لیکن وہ اس وقت اپنے ذہن سے لڑ رہا تھا۔"

"میں سونیا سے ملنا چاہتا ہوں۔ فریدی نے کہا۔"

"کیوں... کس لیے؟ یہ سب آپ کو میری محبوبہ سے کیا سرکار؟"

"یہ نہیں، اس سے کچھ پوچھنا ہے۔"

"مجھے افسوس ہے کہ وہ اس وقت موجود نہیں ہے۔"

"میں کچھ دیر قبل موجود تھی؟"

"جی نہیں، وہ صبح ہی سے کہیں گئی ہوئی ہے۔"

"کس کے ساتھ؟"

"ساتھ سے کیا ملو رہے، آپ ک؟"

"تم ساتھ کا مطلب نہیں سمجھتے؟ حمید نے پوچھا۔"

"نہیں یہ بات نہیں۔ میں لفظ 'ساتھ' کی اہمیت سمجھنا چاہتا ہوں۔"

"اہمیت یہ ہے کہ وہ باہر جاتا تھا۔ اسے ہی ساتھ دیکھی جاتی ہے۔ باہر کس نے اسے کبھی تنہا نہیں دیکھا۔"

"آپ اس سے کیا پوچھیں گے؟ گرجی نے ڈاگرم ہو کر بولا۔"

"میں پوچھوں گا کہ اس وقت یہاں آگ لپکتا کا بیڈو میٹر کیوں آیا تھا؟"

"گرجی نے اپنی حالت پر کسی طرح قابو پایا تھا۔ اس لیے اس پر اس جملے کا کوئی خاص اثر نہیں ہوا۔"

"مجھے افسوس ہے کہ وہ اس وقت موجود نہیں۔ دوسرے آپ شرف دیکھئے۔ آج دھوپ بہت تیز ہے۔ آپ کے لیے کیا تیار کروں؟"

"میں بہترین قسم کی شرابیں اپنے اسٹاک میں رکھتا ہوں۔"

"میں شراب نہیں پیتا لیکن کیا تم یہاں اس وقت تنہا ہی ہو؟"

"جی ہاں، مگر آپ یہ سب کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

"کتنی دیر سے تنہا ہو؟"

"میں آپ کے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا۔"

"میں تمہیں اس پر مجبور بھی کر سکتا ہوں۔ فریدی نے ہنسی بھری نگاہ میں کہا۔"

"آخر آپ چاہتے کیا ہیں؟"

"اپنے سوالات کے جواب۔"

"سوالات کا مقصد کیا ہے؟"

"مقصد سے سروکار نہ ہونا چاہیے۔"

"میں سمجھ گیا۔ شاید میری دشمن نے میرے خلاف آپ کے کان بھر دیے؟"

"میرے سوال کا جواب دو۔ فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔ تم یہاں کتنی دیر سے تنہا ہو؟"

"میں کیسے کہہ سکتا ہوں کیوں کہ صبح سے اب تک کوئی گاہک آپ کے پاس نہیں آیا؟"

"گاہکوں کے علاوہ؟"

"گاہکوں کے علاوہ... تب تو میں تنہا ہی ہوں۔"

"لیکن تمہاری قمیص کے کارل پر آپ اسٹاک کا بڑا ماحول ہے۔"

"جو غالباً تازہ ہی ہے۔"

"گرجی نے بھلا کر اپنے کار پر ہاتھ پھرا اور پھر انگوٹھوں کو دیکھنے لگا مگر اس کا ذہن جاگ رہا تھا۔ لہذا اس نے مزق قلع حملے کا بھی اس پر کچھ زیادہ اثر نہیں ہوا۔"

"اس نے ایک ہلکا سا تھک کر فریدی سے کہا: اوہ... قواب آپ میری نئی زندگی کو کر دیں گے؟"

"جیس، میں صرف یہ پوچھوں گا کہ وہ عورت سونیا کے علاوہ اور کون تھی؟"

"گرجی جھنجھکی ہوئی سی ہنسی سے اس کا ہاتھ چند لمبے بعد اس نے کہا۔"

"دیکھیے خدا کو سونیا نے اس کا تذکرہ نہ کیجیے گا۔ جی ہاں ابھی یہاں ایک عورت تھی اور میں اس کے لیے تھیں نے آج سونیا کو تنہا باہر جانے دیا تھا۔"

"اچھا... اچھا۔ فریدی جواباً مسکرایا۔ چند لمبے خیز انداز میں سر اٹھا کر پھر بولا: چلو مجھے اسی عورت سے ملاؤ۔"

"شاید آپ آج خالق کے موڈ میں ہیں لیکن مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے کبھی آپ کے ساتھ آداب کی حدود سے تجاوز کیا ہو؟"

"نہیں گرجی، میں سخیہ ہوں۔ میں اس دوسری عورت سے بھی ملنا ضروری سمجھتا ہوں۔"

"تب تو آپ کو ملوایں جو کیوں کہ تھوڑی دیر قبل ہی وہ یہاں سے گئی ہے۔"

"کس راستے سے؟"

"کس سے؟ گرجی نے صدمہ دوانے کی طرف دیکھ کر کہا۔"

"انڈاز کتنی دیر قبل؟"

"ایک گھنٹہ قبل۔"

"ابھی تم نے ایک گاہک کے ہاتھ اسکاچ کی بوتلیں فروخت کی تھیں؟"

"جی ہاں۔"

"تو تم نے باقی اور کتنے؟"

"میں عرض کر چکا ہوں کہ یہاں میرے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔"

"کیا تم اس گاہک کو پہچانتے ہو؟"

"جی ہاں، وہ آگ لپکتا کا بیڈو میٹر تھا۔"

"وہ دوسری عورت اس آدمی کے آنے کے بعد گئی تھی؟"

"جی نہیں، پہلے ہی۔"

"لیکن وہ تو کہتا ہے کہ اینگلو انڈین لوکی نے اس کے ہاتھ وہ بوتلیں فروخت کیں؟"

"تب مجھے کہنے دیجیے کہ وہ پکا جھوٹا ہے۔"

"گرجی کو اس نے زبردستی فروخت کردہ بوتلیں میرے پاس ہیں اور ان پر سونیا کی انگوٹھوں کے نشانات محفوظ ہیں۔"

"خود بول گئے؟ گرجی نے سر ہلا کر کہا۔ شراب خانے کی مہتمم وہی ہے۔ جن میں سیکڑوں ہمارے کے ہاتھ بوتلوں پر پڑتے ہیں مگر آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟ کھل کر کہیے۔ خواہ مخواہ مجھے انجمن میں نہ ڈالیے۔"

"آج کل یہ اول بہت کمزور ہو گیا ہے۔ دوسری انجمن میں ہارٹ ایکٹ ہو جاتا ہے۔"

"میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سونیا پولیس کی نظروں میں مشتبہ ہے۔ اسے خود آ میرے سامنے لاؤ۔ ہیڈ میٹر کو اس نے شراب دی تھی۔ اور پھر اس کے بعد وہ باہر نہیں نکلی۔"

"پھر میں آپ کو یقین بھی نہیں دلا سکتا۔ گرجی نے پر دانی سے کہا۔"

"نہیں، کو شش کرو۔ فریدی مسکرا کر بولا۔ لیکن بے مجھے یقین آئی جائے لیکن زیادہ بہتر صدمت۔ یہی ہوگی کہ تم سونیا کو میرے سامنے لاؤ۔"

"اچھا یہی تاویذ کیجئے کہ پولیس اسے کیوں چاہتی ہے؟"

"راجو کی موت کے سلسلے میں؟"

"اوہ... قوی بات ہے۔ گرجی طویل سانس لے کر بولا۔ میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ کچھ بڑے درد آنت آئے گی۔"

"کیوں؟ تم یہ کیوں سمجھتے تھے؟"

"حالات... کرنل صاحب حالات۔ گرجی الفاظ پر زور دیتا ہوا بولا پھر اس نے کہا: اوہو! آپ لوگ کب تک یونی کھڑے رہیں گے۔ آئیے ادھر آئیے۔"

گرٹی انھیں اپنے کمرے میں لایا۔
 "میں آپ کو بتاؤں؟ اس نے نیکے کونے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
 "راجو میرا قریب تھا۔ سونیل کے ہی سلسلے میں میرا اس سے کئی بار
 جھگڑا ہو چکا تھا۔
 "سونیا بھی غالباً اس کی طرف ٹھک رہی تھی؟ فریدی نے کہا۔
 "ہرگز نہیں جناب! اسے تو اس کی صودت سے نفرت تھی۔
 "لیکن اس کے باوجود وہی وہ گل اٹھ بیٹے رات تک راجو کے
 ساتھ رہی تھی؟
 "ہتان ہے... الزام ہے۔ گرٹی بھڑک کر بھڑک رہی تھی۔ یہ نامکن
 ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو میں خودکشی کرنے کے لیے تیار ہوں۔ میری عورت اور
 کسی دوسرے کے پاس چل جانے۔
 "مگر وہ کل شام کو یہاں تھی؟ فریدی نے پوچھا۔
 "جی ہاں۔ وہ سینا گئی تھی؟
 "تم بھی ساتھ تھے؟
 "نہیں... بلکہ میں نے اسے تنہا جانے کی اجازت دے
 دی تھی۔"

کیا تم بے سمجھے ہو کہ مجھے تمہاری اس کو اس پر نہیں لگایا ہوگا؟
 "اگر نہیں؟ تو انہوں نے اسے اپنی بدقسمتی سمجھتا ہوں۔ بہر حال شاید
 آپ کسی دشمن کی دیشہ دونوں کی بنا پر یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں نے ہی
 ڈاکو کو زہر دوا دیا ہے۔ ادا ہی سے دوا دیا ہے، جس کے لیے ہم دونوں
 میں رنجش ہو گئی تھی۔ واقعی اگر آپ یہی سوچتے ہیں تو یہ اپنی نوعیت
 کا واحد کیس ہوگا۔ اس پر دوسری عجیب بات یہ کہ میں نے اس کے
 لیے آرگنچو کا انتخاب کیا۔ گویا دیدہ و دانستہ اپنی گردن میں پھانسی کا پھندا
 ڈالا۔ کیوں جناب؟ کیا آپ گرٹی کو اتنا بے حس سمجھتے ہیں۔ میں یہ نہیں
 کہتا کہ میرا دامن جرائم سے پاک ہے لیکن میں کبھی کتنا کام نہیں کرتا
 کوئل صاحب۔"

"تمہارے دلائل تو واقعی کچھ نہیں معلوم ہوتے؟ فریدی مسکرا کر
 بولا۔ ادا ہی سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ یہ کام بھی کچھ دن کے ساتھ
 نہیں ہو سکتا۔ گرٹی میں اس وقت اس عمارت کی تلاش میں دوڑ رہی تھی۔
 "تلاش کا وارنٹ ہے آپ کے پاس؟ گرٹی نے بے جبر پوچھا۔
 "نہیں...
 "تب تو آپ ہرگز تلاش نہیں لے سکتے؟
 "مجھے کون روکے گا؟
 "قانون... میں آپ پر مداخلت بجا کا مقدمہ قائم کر
 دوں گا؟"

"اگر آئی مہلت ملے تو ایسا ضرور کرنا؟
 "نہیں آپ تلاش نہیں لے سکتے؟ گرٹی بھڑک کر بھڑک رہی تھی۔
 "حمید... فریدی نے حمید کو مخاطب کیا... حمید اس کا مطلب
 سمجھ گیا۔
 "چلو! ادھر بیٹھ جاؤ۔ حمید نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کا
 رخ گرٹی کی طرف کرتے ہوئے کہا۔
 "ہاں... تم چپ چاپ بیٹھ جاؤ۔ فریدی نے نرم بیچ میں کہا۔
 "دوڑ اگر حمید کے ریوالور سے مارے گئے تو ہمیں صرف ایک عشرہ ہی
 بیان دینا پڑے گا اور بس۔"
 "یہ کیا آپ میرے ساتھ خرافات کا پرتا کر رہے ہیں؟ جب
 قانون کے لحاظ ہوں اس قسم کی دھاندلیاں کرنے لگیں گے تو پھر
 بے چارے قانون کا کیا بنے گا؟ گرٹی کے پیچھے میں بڑی تھی۔
 فریدی اس کی بات کا جواب دے بغیر ہار چلا گیا۔
 "بیٹھ جاؤ گرٹی۔ حمید نے ریوالور کی نال سے کسی کی طرف
 اشارہ کیا۔

گرٹی بے پروائی سے ایک صوفے پر گرنا ہوا بولا۔ مجھے بہت
 صدمہ ہے۔ کیا ان صاحب؟ کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ میں آپ لوگوں
 سے ہاتھ پائی کر لوں گا؟ یہ نہیں جانتے کہ میں کوئل صاحب کی کتنی
 عزت کرتا ہوں۔ میں نے تو یہ چاہا تھا کہ تھوڑی مہلت مل جائے...
 جب تک آپ تلاش کا وارنٹ حاصل کریں، میں شراب کا وہ ذخیرہ
 یہاں سے ہٹا دوں جسے میں نے خیر قانونی طور پر رکھ چھوڑا ہے۔ اب
 یہ ہو گا کہ وہ نمواہ دو چار دن حوالات کی سرکرتی پڑے گی۔
 "شراب دبا بے ہم کوئی دل چاہی نہیں۔ یہ پولیس والوں
 کا کام ہے؟"

"اودہ کیپتان صاحب! بہت مشکریہ۔ فی الحال میں آپ
 کی خدمت میں صرف دو انڈرنگ حقیر رقم پیش کر سکتا ہوں۔ ویسے وعدہ
 کرتا ہوں کہ ہمیشہ آپ لوگوں کی خدمت کرتا رہوں گا۔
 "اچھا تو کیا آپ فریدی اور حمید بھی شرت لینے گئے ہیں۔ یہ نئی
 اطلاع ہے؟ حمید نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔
 "ارے نہیں... یہ شرت ہمیں جگہ نواز ہے۔
 اتنے میں فریدی واپس آ گیا۔ اس کے چہرے پر جھنجھلاہٹ
 کے آثار تھے۔ اس نے گرٹی کو گھورتی ہوئی آنکھوں سے دیکھا اور حمید
 کو داپس لینے کا اشارہ کر کے کمرے سے نکل گیا۔
 گرٹی ان دونوں کو رخصت کرنے کے لیے صدمہ دروازے
 تک آیا اور پھر جب وہ باہر نکل رہے تھے تو اس نے تسخیر آمیز انداز میں

کہا: "دوسری بار تلاش کا وارنٹ لانا نہ بھولیے گا؟"



فریدی تھوڑی دیر چلنے کے بعد رگ گیا۔
 "حمید! مجھے اپنی یہ حماقت بھی زندگی بھر یاد رہے گی۔
 "میں خود بھی یہی سوچ رہا ہوں۔
 "مجھے اگر کچھ نہ کہے میں دیر کو وہاں پہنچنا چاہیے تھا۔
 "کیا آپ نے ابھی طرح تلاش کی تھی؟
 "مجھے یقین ہے کہ میں نے عمارت کا گوشہ گوشہ دیکھ ڈالا ہے۔
 "کوئی دوسرا راستہ جس سے وہ باہر جاسکے؟
 "نہیں، کوئی دوسرا راستہ بھی نہیں۔
 "ترخانے؟
 "ہو سکتا ہے۔"

"تب تو آپ کو وہاں سے آنا دیا جیسے تھا۔
 "ٹھیک ہے، لیکن میں فی الحال اس معاملے کو طول نہیں
 دینا چاہتا۔ دیر نہ چلی کر کسی والا کیس چوٹ ہو جائے گا۔ سب کچھ
 کسی انتہائی منظر کے سم کے تحت ہو رہا ہے۔ میں ایک بات اور
 سوچ رہا ہوں۔ ہمیں گرٹی نے اس لوگ کو ختم ہی نہ کر دیا ہو؟
 "لیکن لاش تو ملتی ہی؟ حمید نے کہا۔
 "نہیں ٹھہرو... اسے تم تسلیم کرتے ہو کہ ہیڈ وٹر جھوٹ
 نہیں بولتا؟
 "قطعاً..."

"اس نے لڑکی ہی سے شراب خریدی تھی لیکن گرٹی بڑی
 دیدہ دلیری کے ساتھ اسے جھوٹا ثابت کر رہا ہے۔ ساتھ ہی اس
 کا بھی اعتراف کرتا ہے کہ وہ پچھل شام تین چار گھنٹے غائب رہی
 تھی۔ جانتے ہو اس کا کیا مطلب ہوا۔ یعنی وہ یقین کے ساتھ
 نہیں کہہ سکتا کہ لڑکی اس خیم میں شریک نہیں ہے۔
 "تو آپ اس سے کیا مطلب انداز کرتے ہیں؟ حمید
 نے پوچھا۔

"یہی کہ وہ ہاتھ سے گئی؟ فریدی مضطرب انداز میں بولا۔ اگر
 وہ ہمیں نہ ملی تو گرٹی اپنی گردن صاف پچالے جائے گا۔ وہ کہے
 گا کہ وہ اسی شام باہر رہی تھی ہو سکتا ہے وہ راجو کی موت کی
 ذمہ دار رہی ہو اور پھر پولیس ایک مفروضہ کو تلاش کرتی پھر
 گی۔ نہیں حمید صاحب وہ ختم کر دی گئی۔ گرٹی کی بچت ای میں
 ہو سکتی تھی کہ لڑکی اقبال بزم نہ کرے؟
 "مگر لاش کیا گھونٹی اس کی؟"

"ہو سکتا ہے کہ گودام کے کسی بورے میں مٹوٹس دی گئی
 ہو۔ مجھے ایک زندہ عورت کی تلاش تھی، مرنے کی نہیں۔ اسی کی
 مناسبت سے میں نے تلاش بھی کی تھی۔ اچھا تم نہیں ٹھہرو...
 دروازے کی لڑکی نکالی کرنا۔ میں پریشان کے خٹانے کو نون کر کے
 فورس منگواتا ہوں۔ اس عمارت کے فرش کا پلازمینک اٹھڑا
 دوں گا۔"

فریدی قریب ہی کی ایک دکان میں گھس گیا۔ غالباً وہ
 وہاں فون کرنے کے لیے گیا تھا۔
 حمید کی نظر شراب خانے کے دروازے کی طرف تھی لیکن
 وہ بند تھا۔ کھڑکیاں تک بند کر دی گئی تھیں۔
 پریشان کے خٹانے سے فورس کے آنے میں دیر نہیں
 لگی۔ شاید انھیں دس یا پندرہ منٹ تک انتظار کرنا پڑا تھا۔ شریک
 خانے کا دروازہ بدستور بند تھا۔ دروازے پر دستک دی گئی۔
 دروازہ کھلا۔

گرٹی کی شکل دکھائی دی۔ وہ اب اپنا پچھلا لباس تبدیل
 کر چکا تھا۔
 "نیکل کیا بات ہے؟ اس نے پولیس والوں کی طرف دیکھ
 کر پوچھا۔
 "تلاش؟ فریدی آہستہ سے بولا۔

"تلاش کا وارنٹ؟ گرٹی نے بھی اسی انداز میں دہرایا۔
 "بھٹکڑیاں لگا دو اس کے؟ فریدی نے پریشان کے خٹانے
 کے اچھارج سے کہا۔
 "آخر میری خطا... سرکار؟ گرٹی طنزوراً بڑبڑا کر بولا۔
 "تم ایک ایسی عورت کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہو جو
 زہر خورانی کے ایک کیس کے سلسلے میں مطلوب ہے؟
 "اچھا، آپ کی مرضی... ویسے میں کسی ایسی عورت سے
 واقف نہیں۔"

گرٹی نے بھٹکڑیاں لگا دی گئیں اور اس نے اس پر ذرہ
 برابر بھی احتجاج نہ کیا۔
 تلاش شروع ہو گئی۔

فریدی نے گودام میں دکھا ہوا ایک ایک پورا کھانا دیا۔ کسی
 ترخانے کی تلاش میں کئی گول کے فرش کے پلازمینک اکھاڑ دیا گیا
 لیکن سونیا کی لاش ہمیں نہ ملی اور نہ ہی کسی ترخانے ہی کا
 سراغ ملا۔
 واپسی پر اچانک فریدی زہر خورانی میں ایک جگہ رک گیا۔

اے مائیں! میں ہی سہی جس میں سہر کا سارا لہند پانی بہتا تھا۔

136

137

خالص انسانی کارنامے نہیں ہیں۔ ان میں دیوتاؤں کا بھی ہاتھ تھا۔
 لوگ خاموش ہو گئے۔
 کر کے کا اندھیرا امید کو گرا کر زور دیا تھا۔ اچانک اس نے دہلی
 دہلی ہی سبکیوں کی آوازیں سنیں۔
 جھروہی آواز بچپوں اور سبکیوں کے ساتھ سنائی دینے
 لگی۔ وہ اب وہ مصرعہ اور نہ آگ کا گولہ لیکن ہمارے دل ملک
 ہے ہیں۔ ایک، غنائی سی آگ، ایک، انجانی سی آگ۔
 سبکیاں اور تیز ہو گئیں۔
 آواز آتی رہی، سب کچھ تباہ ہو جائے گا لیکن دیتا ہمیشہ
 زندہ رہیں گے۔
 سبکیوں کی آوازیں دُور ہوتی جا رہی تھیں۔
 دفعتاً حمید کو ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے رونے پھرنے ہو
 گئے ہوں۔ سبکیوں کی آواز دور ہوتی جا رہی تھی لیکن لوگ کی آواز
 بدستور اسی جگہ تھی جہاں پہلے تھی۔ حالانکہ کچھ دیر قبل ایسا معلوم
 ہوا تھا جیسے لوگ ہی سبکیوں اور بچپوں کے ساتھ گفتگو کر
 رہی تھی لیکن اب دونوں آوازیں الگ ہو گئی تھیں۔ لوگ کہہ رہی
 تھی لیکن آج یہ کیا ہو گیا ہے۔ رو میں اس طرف توجہ نہیں
 ہو رہی ہیں۔ فرعون... فرعون... میں تجھے پکار رہی ہوں۔ آج
 تجھ سے بہتر سے راز دریافت کیے جائیں گے۔
 لوگ خاموش ہو گئے۔
 اندھیرے اور سناٹے کا استراخ ڈراؤنا معلوم ہونے لگا۔
 چند لمحے خاموش رہ کر لوگ پھر بولی تھیں حاضرین سے استدعا
 ہے کہ وہ دس منٹ اس طرح خاموش بیٹھیں کہ ان کے ہونٹ
 کھلے ہوئے ہوں اور براہ کرم وہ تمہیں نہ بانڈھیں۔ فرعون کی
 روح ٹھیک دس منٹ بعد حاضر ہوئی۔
 دس منٹ کی طویل خاموشی...
 حمید کو اپنے دل کی دھڑکنیں صاف سنائی دے
 رہی تھیں۔
 پھر دوسری نہیں بلکہ تیسرہ منٹ گزر گئے لیکن کسی قسم
 کی بھی آواز نہیں سنائی دی۔ حمید اپنی ہتھیلیاں اور ہونٹ
 کھولے بیٹھا تھا۔
 اچانک اسے اپنے قریب ہی ایک عجیب قسم کی روشنی
 دکھائی دی اور... اسے ساختہ اچھل پڑا۔ روشنی کمرے میں گردش
 کرنے لگی اور کچھ گائی دیر بعد بات حمید کی سمجھ میں آئی۔ فریدی نے
 اپنی نارنجی روشن کرنی تھی اور کمرے میں چل رہا تھا۔ کمرے کا بلب

بھی روشن ہو گیا۔ فریدی سوچے بڑے قریب کھڑا چاروں طرف دیکھ
 رہا تھا۔
 کمرے میں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ نہ صرف
 لوگ بلکہ ان کے جانے پہچانے لوگ بھی غائب ہو چکے تھے۔
 "یہ کیا تماشا تھا؟" حمید گھٹی گھٹی سی آواز میں بولا۔
 فریدی کے ہونٹوں پر ایک شرارت آمیز مسکراہٹ نمودار
 ہوئی اور اس نے کہا: "تو قحط کے خلاف اچھا آدمی دیکھیں
 کہ دوسرے کیوں میں کیا ہے؟"
 فریدی ایک دروازے کا پردہ ہٹا کر کمرے سے نکل گیا۔
 حمید بھی اس کے پیچھے تھا۔ وہ ایک دوسرے کمرے میں آئے،
 یہاں بھی تاریکی تھی۔ فریدی نے نارنجی روشن کرنی۔ یہ کمرہ بھی
 خالی تھا۔
 وہ آگے بڑھے۔
 ایک دروازے کے اس طرف روشنی نظر آ رہی تھی فریدی
 پردہ ہٹا کر آگے بڑھ گیا۔ حمید نے بھی اس کی تقلید کی۔
 لیکن یہ کمرہ خالی نہیں تھا۔ انھیں سامنے ہی آرام گزی پر
 ایک عمارت نما عظیم دروازہ نظر آیا۔ مجھوڑے رنگ کی فرخ گٹ ڈالری
 میں وہ خاصا شاندار نظر آیا تھا۔ انھیں دیکھ کر وہ اس انداز میں
 سیدھا ہو کر بیٹھ گیا جیسے ان کا منتظر ہی رہا ہو۔
 "آئیے کرنل فریدی اور کپٹن حمید، خوش آمدید، شریف
 رکھیے۔"
 حمید بوکھلا گیا لیکن اس نے فریدی کی حالت میں کسی
 قسم کا بھی تغیر محسوس نہیں کیا۔
 "شکریہ... فریدی ایک کرسی پر بیٹھا ہوا بولا پھر اس
 نے حمید کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔
 "کرنل... یہ اتھ کی صفائی کھیل نہیں ہے۔ ادھ منگ
 ٹھہرے ہیں پہلے اپنا تعارف کرا دوں۔ مجھے بدسن کہتے ہیں...
 ڈاکٹر بدسن۔"
 "ڈاکٹر بدسن فریدی نے آہستہ سے بڑبڑا کر سر ہلایا۔
 "ہاں تو کرنل میں بہرہ رکھتا ہوں کہ یہ شعبہ باندی نہیں ہے۔
 آخر آپ مجھیں بدل کر کیوں آئے تھے؟"
 "محض یہ دیکھنے کے لیے کہ یہ کام اعلانیہ کیوں نہیں ہوتا؟"
 "بس اتنی سی بات؟ بدسن بولا: "جواب یہ ہے کرنل کہ میں اسے
 صرف متنی آدمیوں کے لیے مخصوص رکھنا چاہتا ہوں۔ عوامی بیٹھ
 سے کوئی فائدہ نہیں۔"

لیکن تم نے اپنا کام جاری کیوں نہیں رکھا؟
 "وہ تو اب بھی جاری ہے بدسن نے مسکرا کر کہا: "فرعون کی
 روح نے محض اس بنا پر معافی سے انکار کر دیا تھا کہ دعاؤں میں
 بدل کر اور غلط نام اختیار کر کے آئے تھے۔"
 "بھلا فرعون کی روح کو اس سے کیا سرکار؟"
 "بہت بڑا سرکار ہے کرنل۔ رو میں بے اعتمادی نہیں
 پسند کرتیں۔ اگر تم لوگ اپنی صحیح شخصیت میں آتے تو اس کی
 قربت ہی نہ آتی۔"
 "صحیح شخصیت میں شاید مجھے داخلے کی بھی اجازت
 ملتی؟"
 "جی اور ضرورتی کرنل تم شاید سمجھتے ہو کہ دعوں کی آڑ میں
 یہاں کوئی جرم ہو رہا ہے۔"
 "فرعون نہیں کہ میں بھی سمجھوں۔ حیرت انگیز باتوں کھیلے
 تجسٹ نفس فطری اس پر ہے۔"
 "میں اسے تسلیم کرتا ہوں۔ اگر آپ اس سلسلے میں مجھ سے
 گفتگو کرتے تو میں آپ کو تارک کر کے یہاں بیٹھنے کی اجازت
 دے دیتا۔"
 "شراب سہی فریدی نے مسکرا کر کہا۔
 "اب آج تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا کیوں کہ کارروائی آدھی
 سے زیادہ ختم ہو چکی ہے اور لوگ روح سے سلامت کر رہے ہیں۔
 کیا؟ فریدی کے بچے میں حیرت تھی۔ "مگر وہاں تو اب کوئی
 بھی نہیں ہے؟"
 "سب جہی کارروائی جاری ہے۔"
 "لیکن میں تو ابھی وہیں سے آیا ہوں۔"
 ڈاکٹر بدسن نے قہقہہ لگایا اور پھر بولا: "یہی تو میں کہہ رہا ہوں
 مسٹر فریدی کہ یہ اتھ کی صفائی یا شعبہ نہیں ہے۔ جم جس وقت
 وہاں سے آئے تھے سب وہیں موجود تھے اور اب بھی ہیں۔ یہ اور
 بات ہے کہ وہ تمہیں نظر نہ آتے ہوں۔ وہ فرعون کی روح تھی جسے
 طلب کیا گیا تھا اس نے تمہاری اس حرکت کی بنا پر تمہیں محروم کر
 دیا۔ اچھا شاید تمہیں یقین نہیں رہا ہے۔ میرے ساتھ آؤ۔"
 بدسن انھیں پھر اسی تارک کمرے کی طرف لے گیا۔ کمرے
 میں اندھیرا تھا۔ حالانکہ کچھ دیر قبل فریدی یہاں کا بلب روشن کر
 کے گیا تھا۔ بس وقت یہ لوگ دروازے کے قریب پہنچے تارک
 کمرے میں ایک بھرائی ہوئی سی آواز گونج رہی تھی۔ "تمہیں بہت سمجھ
 ہو جسے کام لینا چاہیے۔ تین دن کے اندر اندر روٹی کا بازار گر جائے"

گا۔ اس لیے اس میں فی الحال ہاتھ لگانے کی ضرورت نہیں رہے تو
 گینت شراخ ریل پھرنے لگی۔ لہذا یہ سلسلہ بند ہو رہا ہے۔"
 دوسرے ہی لمحے میں کمرے کا بلب پھر روشن ہو گیا اور فریدی
 کی نظر ان لوگوں پر پڑی جنہیں وہ ملاقات میں داخل ہونے ہی دیکھ
 چکا تھا۔ شہر کے چند بڑے سربراہ دار... وہ سب خاموشی سے آئے
 اور ہر نگاہ گئے۔
 "دیکھا تم نے؟ بدسن مسکرا بولا۔
 "تو اس روح نے انھیں ہماری نظروں سے غائب کر دیا تھا؟"
 فریدی نے پوچھا۔
 "قطعی نہیں بات ہے مسٹر... آر... کرنل فریدی؟
 "ڈاکٹر بدسن: "تم سے بل کر بڑی خوش ہوئی۔ فریدی انتہائی
 گرمجوش سے مصافحہ کرتا ہوا بولا۔
 "اب آؤ، اطمینان سے باتیں ہوں گی۔ ڈاکٹر بدسن نے فریدی
 کو اسی کمرے کی طرف کھینچتے ہوئے کہا جہاں سے وہ چند لمحے پیشتر
 اٹھ کر آئے تھے۔
 وہ بیٹھ گئے۔ ڈاکٹر بدسن نے میز پر رکھی ہوئی گھنٹی کا بٹن
 دبایا۔
 "دوسرے ہی لمحے میں وہ لوگ اندر داخل ہوئی جس نے
 تارک کمرے میں فریدی اور حمید کے دستخط لیے تھے۔
 "شریادت میں کرنل فریدی کو کیا پسند ہے؟ بدسن نے
 لوگ سے پوچھا۔
 "کافی... لوگ نے جواب دیا۔
 "ٹھیک ہے، کافی ہی لاؤ مگر ٹھہرو... کپٹن حمید کیا پسند
 کرتے ہیں؟
 "ٹھہرے... لوگ نے کہا اور انھیں بند کیے چند لمحے
 خاموش رہی پھر آہستہ آہستہ اس کی انھیں ٹھیکیں اور ساتھ ہی
 ایک بڑی دھوکا دہی سکراہٹ بھی اس کے ہونٹوں پر چھائی گئی۔
 "کپٹن حمید کی کوئی پسند نہیں؟ لوگ نے نے بھڑائی ہوئی آواز
 میں کہا: "یہ کافی ہی نہیں لیں گے... ویسے میں انھیں بہت پسند
 آتی ہوں۔"
 "خوب... ڈاکٹر مستی خیز انداز میں سر ہلانا ہوا بولا۔
 لوگ چلی گئی۔
 "کیا یہی کوئی روح ہے ڈاکٹر؟ فریدی نے پوچھا۔
 "نہیں، ان لوگوں کی ایک خاموشی... وہیں اسے ہر وقت ہر
 بات کی اطلاع پہنچاتی ہیں۔"

کتنی لوگیاں ہیں تمہارے ساتھ؟ حمید نے پوچھا۔

دو۔۔۔

اور دو کتنے ہیں؟

تین۔۔۔ ڈاکٹر ہنس نے کہا: اور سات عدو لاشیں:

دو لاشیں تو تم فروخت بھی کر چکے ہو: فریدی نے کہا۔

ہاں، پہلے نو عدد تھیں:

نیکس لاشیں: حمید بول پڑا۔

تم خاموش رہو: فریدی نے اردو میں کہا پھر ڈاکٹر ہنس

سے بولا: انھیں خاص طور سے یہیں رکھیں کیوں فروخت کر رہے ہو

دینکے کسی دوسرے ملک کا انتخاب کیوں نہیں کیا؟

ابھی تمہارے شبہات رنج نہیں ہوئے: ڈاکٹر ہنس

سکرار بولا: میں تمہاری حکومت سے اس کے لیے باقاعدہ طور

پر اجازت نامہ حاصل کر چکا ہوں اور انھیں یہاں اس لیے فروخت

کر رہا ہوں کہ یہ بھی دیوتاؤں ہی کی سرزمین ہے:

ہنس کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا کہ دفعۃً پوری عمارت ایک

عجیب قسم کے شور سے گونج اٹھی۔

اور ہنس بے شائبہ اٹھ کر بھاگا ہوا کرے سے نکل گیا۔

حمید نے فریدی کی طرف دیکھا اور فریدی سر ہل کر شکر کرنے لگا۔

یہ کہیں حکومت خانے میں پڑا لائے آپ مجھے: حمید نے بڑا

سامنے بنا کر کہا۔

فحوت کرو۔ ان مغربیوں کا عجیب حال ہے۔ یہ ہیں آج

بھی احمق سمجھتے ہیں:

”مگر وہ لڑکی۔۔۔“

”سب فراد ہیں: فریدی نے کہا: ویسے ہمارے بارے میں

ان کی معلومات بہت وسیع ہیں:

لیکن تاکہ ایک کمرے والے واقعے کے متعلق کیا خیال ہے:

”کیا تم مجھے خیالات قائم کرنے کی مشین سمجھتے ہو؟ فریدی

جھنجھلا گیا۔

”اچھا، ہوں بتا دیجیے کہ وہ لاشیں شکر کی ہیں یا پلاسٹر آف

پیرس کی؟“

فریدی جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ڈاکٹر ہنس

فاپس آ گیا۔

وہ بہت زیادہ خستہ میں تھا۔

”گوش اپنی تباہ کاری دیکھ لیں کہ: اس نے کہا۔

”میں نہیں سمجھا ڈاکٹر؟“

”میرے ساتھ آؤ۔“

وہ آگے تھا وہ دونوں اس کے پیچھے اور ان کے قدم بھی

اسی سناسبت سے اٹھ رہے تھے جس رفتار سے ہنس چل رہا تھا۔

جیسے ہی وہ ایک بلڈ روم کی طرف گئے، حمید کی نظر ایک لڑکی پر

پڑی جو فرش پر جھٹی ہوئی تھی۔ یہ وہی لڑکی تھی جسے تھوڑی

دیر قبل کافی کسے لیے جھینکا تھا۔ شاید وہ بے ہوش تھی۔

”دیکھو: ہنس نے لڑکی کے بوش لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔

”لیکن ڈاکٹر مجھے اس سے کیا سوکار: میں تو اس کمرے میں

تھا: فریدی نے تشویش آمیز لہجے میں کہا۔

”تم زتے دار ہو اس کے۔“

”آخر کس طرح؟“

”یہ روح کا انتقام ہے۔ یہاں آنے والی تمام رو میں اس

لڑکی پر اعتماد کرتی تھیں:

”فریدی وجہ سے ان کے اعتماد میں فرق آنے کا کیا مطلب

ہو سکتا ہے؟“

”آخر تم جیسے بدل کر گئیوں آئے تھے؟“

”میں یہاں کا ایک ذمے دار فیسر ہوں۔ میرا فرض ہے کہ میں

ایسے معاملات کو دیکھوں:

”لیکن یہ لڑکی بے ہوش کس طرح ہوئی: حمید نے ہنس

سے پوچھا۔

”خدا ہی جانے: ہنس نے تشویش آمیز لہجے میں جواب دیا۔

”ہمارے لیے یہ پہلا واقعہ ہے۔“

وہ کچھ دیر خاموش رہے پھر ہنس نے کہا: ”روح کی خیال

ہے کہ تم جیسے کسی جرم سے متعلق کرنے کی کوشش کر رہے ہو:

فریدی نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ براہ راست ڈاکٹر ہنس

کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔

”کس جرم میں متھی کرنا چاہتا ہوں؟ تھوڑی دیر بعد اس نے

آہستہ سے پوچھا۔

”کل رات کی رانی میں لہنا۔ آج اس نے تفصیل نہیں بتائی لیکن

خدا کے اپنی اصلی شکل میں آتا اور کافی صحیح دیکھ کر نہ اچھا

کرتی، اب مجھے اجازت دو۔ مجھے اس لڑکی کی جان پکانی ہے۔“

”ہمارے کو کوئی خدمت ڈاکٹر: حمید نے کہا۔

”اوہ، نہیں، بھلا تم کیا کر سکو گے۔ یہ وہ تو لڑکی کا رہے۔

آج میری ساری رات برباد ہو جائے گی۔“

”کچھ رو میں میرے قبضے میں بھی ہیں، ڈاکٹر: حمید بولا: کہو تو

ہاں سے مدد طلب کروں؟“

”کتنی پرانی رو میں ہیں؟“

”پانچ لاکھ برس پرانی؟“

ڈاکٹر ہنس ہنسنے لگا: ”تم لوگ کچھ ایسے شہید سمجھتے ہو۔

لیکن میں تمہیں بتاؤں گا۔ وہ آتا تھا جیسے بغیر

فریدی اور حمید باہر آگئے۔ فریدی غیر معمولی طور پر سنجیدہ اور

خاموش تھا۔

”آپ کیا خیال ہے؟ حمید نے اسے پوچھا۔

”کچھ نہیں، وقت کی بربادی ہے، اس کھس میں میرا ذوق

نہیں لگ رہا ہے۔“

”لیکن یہ بتائیے کہ آپ یہاں آنے کیوں تھے اور ابھی آپ نے

کس کھس کا حوالہ دیا ہے؟“

”جہلی ذوقوں والا کھس؟“

”مسلماں سے اور اس معاملے سے کیا تعلق؟“

”تعلق ہی تو دریافت کرنا ہے۔“

”زبردستی۔۔۔“

”حالات ایسے ہی ہیں: ہنس نے راجو ذوقوں والے معاملے سے

منسلک تھا۔ راجو کے ذمے ہم ایک مشترکہ عمارت تک بیٹھے۔ وہاں

ہماری چندرا معلوم آدھوں سے مدھیہ ہوئی پھر گریش نے راجو کو زبردوا

دیا اور ہمیں اس لڑکی کی بھی لاشیں ہی جس نے راجو کو زبردیا تھا۔

گریشی حراست میں ہے اور اب میں ذوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ

اس رات اس عمارت میں جن نقاب پوشوں سے مدھیہ ہوئی تھی

ان میں گریشی بھی تھا۔ غیر گریشی کے یہاں لاشی کے دوران میں ایک

ایسا کاغذ ملے جس کا تعلق براہ راست ڈاکٹر ہنس سے ہے۔

”کیسا کاغذ۔“ آپ شاید پہلے بار اس کا ذکر کر رہے ہیں؟

”نہیں تو۔ کاغذ تو تمہارے سامنے ہی تھا اور وہی جس پر

ابراہول کی تصویر تھی۔ وہ دراصل ڈاکٹر ہنس کے نجی ڈائٹنگ پیڑ

کا سرنامہ ہے۔ ایسے ہی ایک کاغذ پر ہمیں ہنس کی تحریر پوری خدمت

دیکھ چکا ہوں جو اس نے لاشوں کی فروخت کے سلسلے میں اجازت

موصول کرنے کے لیے دی تھی۔“

”دیکھیے: اس سے بھی دونوں کا تعلق نہیں ظاہر ہوتا؟“ حمید

نے کہا۔

”کیوں؟“

”ایسے حالات میں ڈاکٹر ہنس کا ایئر پیڈ شہر میں کسی کے بھی

پاس پایا جاسکتا ہے۔ اس کی طلب کی جوتی رو میں شاید متعلق کا سال

بتاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ آدمی ہر حال میں اپنے سچے مستقبل سے باخبر ہونے

کی خواہش رکھتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ گریشی نے بھی اسی سلسلے میں

ڈاکٹر ہنس سے خط و کتابت کی ہو۔ لہذا اس تک ہنس کا ایئر پیڈ اس

طرح پہنچ سکتا ہے۔

”تمہاری یہ دلیل مقبول ہے لیکن کچھ اور باتیں بھی ہیں۔“

”اور وہ باتیں مجھے شکر کے دن معلوم ہوں گی: حمید جھنجھلا کر بولا۔

”جھوٹا: فریدی اسے کار میں دھکیلتا ہوا بولا۔

حمید اگلے سیٹ پر بیٹھا ہوا بولا: ”اور آپ ان لاشوں کے

متعلق کبھی نہ بتائیں گے۔“

”تم حق ہو: فریدی نے کار اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا: بعض

اوقات تمہیں الف اور بے پڑھانا پڑتا ہے۔ تم خود کیوں نہیں سوچتے کہ

وہ لاشیں کس قسم کی ہو سکتی ہیں؟“

”میں کچھ سمجھ رہا ہوں۔ ہنس نے گفتگو کے دوران میں قدیم

مصر کا حوالہ دیا تھا کہ کیا وہ میاں ہیں؟“

”نہیں ہے۔ وہ ہزاروں سال پرانی حنوط کی ہوئی لاشیں ہیں۔

مصر میں ڈاکٹر ہنس نے کچھ زمین خریدی تھی اور وہ لاشیں اسی زمین

کی کھدائی کے دوران نکلی تھیں۔“

”تو اس طرح بلا لاشوں کے سوداگر ہیں؟ حمید سکرار بولا: ”آپ

ذرا ذرا سی باتوں کو بھی انتہائی پراسرار بنا کر پیش کرتے ہیں لیکن ہاں

وہ دوسرے اسباب کیا ہیں جن کی بنا پر آپ گریشی ”وان کوول“ سے

منسلک سمجھتے ہیں؟“

”گریشی کے چاروں ساتھی بھی گرفتار کر لیے گئے ہیں۔ انھوں نے

ابھی تک اس بات کا تو اعتراف نہیں کیا کہ اس عمارت میں اس

رات وہی لوگ تھے لیکن چند اہم ترین باتیں میں نے ان سے معلوم

کر لی ہیں۔“

”یعنی۔۔۔“

”گریشی کسی انگریز سے فون پر احکامات حاصل کرتا تھا لیکن وہ

اس انگریز کی شخصیت پر روشنی نہیں ڈال سکے۔ ان میں سے ایک

جو شاید قبیلہ لوگوں کے کچھ زیادہ معلومات رکھتا ہے، سیدھا ہو گیا

ہے۔ اسی نے ہر گھنٹہ ڈاکٹر کی نشاندہی کی ہے۔ گریشی اکثر اسے ساتھ

لے کر برکے اور جانا رہے اور اسے باہری ٹھہر کر اس کا انتظار

کرنا پڑتا تھا۔“

”لیکن انھوں نے یہ جہتیم روڈ والی عمارت کے متعلق اعتراف

نہیں کیا: حمید نے پوچھا۔

141

نہیں... اس کے متعلق نہ جانے کیوں وہ چاروں بہت زیادہ متاثر نظر آتے ہیں:

حمید چند لمحے خاموش رہا پھر بولا: "اچھا تو آپ یکسیرے پُرو کر دیجیے۔ آپ اس سے کچھ انکس بھی گئے ہیں:

"اوہ! بڑی خوشی سے! فریدی مسکرا کر بولا: "میں سچ بول رہی ہوں۔ ایک دن دار آدمی دیکھنا چاہتا ہوں اور میں آج کل ایک دوسرے مسئلے میں بھی الجھا ہوا ہوں:

"کلن سانسو؟

"تھیں وہ آپ کا مشہور بلیک میل لیونارڈو یاد ہے:

"اچھی طرح:

زندگی میں پہلی بار سے میری ہی وجہ سے ہتھکڑیاں نصیب ہوئی تھیں:

"جی ہاں۔ مجھے یہ بھی یاد ہے:

"وہ انگلیٹ کے ایک قید خانے میں عرقید کی سزا جگت رہا تھا۔ ہونی تو چاہی تھی اسے سزائے موت ہی لیکن اس پر کوئی نکتہ نہیں ثابت ہو سکا تھا پھر حال قصہ مختصر یہ کہ وہ جیل سے فرار ہو گیا ہے:

"تو آپ کیوں محرومند ہیں! انگلیٹ جانے اور لیونارڈو...:

"بیات نہیں ہے فرزند۔ تم اس کی پھیلی ہتھکڑی سے وقف نہیں ہو۔ لیونارڈو ایسے آدمیوں کو پھولتا نہیں جانتا جس کی ذات سے اسے ذرا دلچسپی تھا۔ انھیں پھینکا ہوا:

"مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا: حمید بولا۔

"زیادہ خوش نہیں اچھی چیز نہیں ہے۔ اندھیرے سے آنے نمونے تیر کا فتنہ کون ہو سکتا ہے۔ لیونارڈو کبھی کھل کر سامنے نہیں آتا۔ اگر تم اس کے شکار دل کی فہرست دیکھو تو اس میں تمھیں اسکاٹ لینڈ یاد دلا دے گی، بہترین دماغ میں گئے سائیکھلر مولینڈو، چیف اسپیکر اورڈامن، سائبرٹ گراہم، سپرنٹنڈنٹ مارش اسسٹنٹ وغیرہ یہ سب لیونارڈو کے ہاتھوں قتل ہوئے لیکن جب اس پر مقدمہ چلایا گیا تو وہ ایک بھی قتل کا مرتکب نہ ثابت ہو سکا:

"تو آپ اس سے خوف زدہ ہیں:

"مستقبل کے متعلق جو تو شیش ہوتی ہے، ہر حال میں خوف نہیں بولنا:

"وہ کہ فرار ہوا ہے:

"آج سے تین دن قبل کی بات ہے:

"اوہ، تب تو وہ ان لوگوں میں نہیں ہو سکتا: حمید نے کہا۔

"یہ لوگ: فریدی حقارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا: "یہ

لوگ تو مسخرے ہیں:

"تو آپ کیسے مجھے دیتے ہیں نا:

"قطعی... لیکن تم ان لوگوں کے پکڑنے پر کوئی حجامت نہیں بنواؤ گے:

●

پتہ نہیں رات کو دو بجے تھے یا تین... روزی سوئے ہوئے ہڑ ہڑا کر اٹھ بیٹھی لیکن اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ وہ زور کے ہانڈ کے ایک آرام دہ کمرے میں سوئی تھی پھر اس فن وقت میدان کی کہاں سے پہنچی۔ پورا چاند آسمان پر چمک رہا تھا اور چاروں طرف پھیلے پھر کی دودھیا چاندنی پھری پڑی تھی۔

روزنی بولھلا کر کھڑی ہوئی پھر اس کے منہ سے ایک دوسری، فنی سی چیخ نکلی۔ پہلے تو وہ سمجھی تھی کہ شاید خواب دیکھ رہی ہے لیکن اب یقین ہو گیا کہ یہ حقیقت ہے۔

اس کے منہ سے سترائے تیری چیخیں نکلیں اور دھڑام سے زمین پر گر گئی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کہاں ہے اور اس دہانے میں کیونکر پہنچی۔

"یہ کون الحق ہے جس نے مجھے جگایا: قریب سے کوئی ناک کے بل بولا۔ آواز کی منشا ہٹ قدرتی معلوم ہو رہی تھی۔ روزنی پھر چیخنے لگی۔ مہربانی انداز کی چیخیں تھیں۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ خاموش رہنے کی کوشش کر رہی ہو لیکن اسے اپنی آواز پر فٹ بونہ وہ گھبرا گیا۔

دوسرے لمحے میں ایک عجیب المخلقت آدمی اس کے سامنے کھڑا تھا۔

اس کے سر پر ہالی ڈو کے "بنداد مارک" فلمی کرداروں کی سی گڑی تھی اور جسم پر ایک لمبا لبادہ دائرہ منی گھڑی کی دم کی طرح سینے پر جھول رہی تھی۔ وہ گھڑی کی دم سے اس لیے شاہ تھی کہ اس کا پھیلاؤ پھوڑی سے آگے نہیں تھا لیکن لمبائی میں سینے تک چل آئی تھی اور دیکھیں بنداد۔

"نت... تم کون ہو؟ روزنی نے خوف زدہ آواز میں پوچھا۔

"تم کون ہو؟ اس آدمی نے ٹھہریل آواز میں پوچھا۔ اس کا بار اس کی آواز کچھ ایسی تھی جیسے کوئی بن آدمیوں کی طرح بولنے لگی ہو۔

"میں روزنی ہوں: وہ ہنسنے لگی۔

"روزنی... نہیں تم تو عورت معلوم ہوتی ہو:

"میرا نام روزنی ہے:

"روزنی... یکسیا دا بیات نام ہے۔ کم از کم بنداد میں تو ایسے

نام نہیں منے جاتے:

"بنداد... بنداد کیوں؟ میں کہاں ہوں؟

"اسے تم سے بھی نہیں جانتیں تب تو کوئی غیبت مدح ہو۔

شہر، میں ڈنڈے سے تھکری خبر لیتا ہوں:

"شہر... بنداد۔

"نہیں لڑی نہیں۔ ابھی تو خود اس عزت کو گی کر ہم بنداد میں ہو اور یہ سن گیا وہ سو اکیس ہے:

"ارے۔ بچاؤ... روزنی چیخی۔

"ارے اوہ بد بخت عورت، میں دیر نہیں ہوں کہ تجھے کھا جاؤں گا۔ مری کیوں جا رہی ہے۔ اور شہر کے کھڑی ہو جا۔ عذر دار جربٹ کر دیکھا:

روزنی نے چپ چاپ تعمیل کی۔

اس عجیب المخلقت آدمی نے حسیب سے ایک برش اور سیاہ رنگ کا ڈنڈا نکال کر برش سے روزنی کی قمیص پر کھٹنا شروع کیا: بنداد سن گیا وہ سو اکیس۔ ہوشیار... اس غیبت دوح کا نام روزنی ہے:

"میں اب ادھر جاؤں: اس نے کہا۔

روزنی نے پھر بے چارہ دچرا تعمیل کی۔

"اب میں تمھیں مارواؤں گا: اس عجیب المخلقت آدمی نے کہا اور اس کی گردن اور منہ ل:

روزنی کے حلق سے گھٹی گھٹی سی چیخیں نکلتے گئیں اور پھر بے ہوش ہو گئی۔

●

دوسری بار حسیب اس کی نیند ختم ہوئی تو کافی دیر تک اس نے آنکھیں کھولنے کی بہت چھین کی لیکن آخر تک مک۔ دل کڑا کر کے آنکھیں کھولی ہی پریں اور پھر وہ اس نے بولھلا کر لینے ہی لینے بہت لگائی تو کوئی سے فرش پر تھکی پڑے جھاتی ہوئی کھڑی ہوئی۔ اس نے خود کو اس کمرے میں پایا تب سے میں رات کو سوئی تھی اور اب اسے سوچنا پڑا کہ شاید اس نے پچھل رات ایک ڈنڈا ناخواب دیکھا تھا۔

دیوار سے لگی ہوئی گھڑی سات بج رہی تھی۔

وہ جلدی جلدی لباس تبدیل کرنے لگی۔ اچانک اس کی نظر شب خانی کی قمیص کی شیت پر پڑی اور وہ ہنسنے لگی۔

سرخ رنگ کے حروف میں تحریر تھا: بنداد سن گیا وہ سو اکیس... ہوشیار! اس غیبت مدح کا نام روزنی ہے:

روزنی کے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ چھوٹ پڑا۔

وہ قمیص کو ہاتھ میں لیے بے شمار دھڑکی ہوئی کمرے میں آئی جہاں ڈاکٹر ہنس بیٹھا کافی پی رہا تھا۔

"کیا بات ہے؟ وہ اس نے دانہ جھون تان کر غصیل آواز میں کہا۔

روزنی نے جواب دینے کی بجائے قمیص اس کے سامنے گر دی ڈاکٹر ہنس نے سرخ سر پر چھنے کے بعد روزنی کی طرف قہر آلود نظروں سے دیکھا۔

"کچھ منہ سے بھی کوئی کیا مطلب ہے اس بے ہوشی کا؟

روزنی نے بھلا بھلا کر بیان کیا پھر اس نے کہا: اگر یہ تحریر ملتی تو میں اسے خواب ہی سمجھتی، یقین کیسے اس میں ایک لفظ بھی جھوٹ نہیں ہے:

ڈاکٹر ہنس نے کافی کی پیالی ہاتھ سے نکھ دی اور تیرکیزم نظروں سے لڑکی کو دیکھنے لگا کبھی وہ قمیص کی تحریر کو بھی گھورنے لگا تھا۔

"کیا تمھیں یقین ہے کہ تم اپنا کردہ اندر سے منتقل کر کے سوئی تھی؟ اس نے روزنی سے پوچھا۔

"مجھے اچھی طرح یاد ہے جناب:

"نہیں تم مجھول رہی ہو تم نے منتقل نہیں کیا تھا:

"نہیں مجھے یقین ہے:

"اچھا چلو میں تمھارا کردہ دیکھتا ہوں:

وہ اس کے ساتھ اس کے کمرے تک آیا اور دروازے پر جھک کر گہنی کا سوراخ دیکھنے لگا۔

"اوہ... یہ نقل ہی ناقص ہے: وہ بڑبڑایا: اندر ادب کا سوراخ ایک ہی ہے۔ اوہ... اور یہ نشانات... یقیناً کسی نوکلی پیر سے لے کھولنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بچاؤ، رولینڈ کے پتے کو۔ آج میل اس کی کھال! نامزدوں کا کم بخت مردوں کی طرح سوتا ہے:

"میں نہیں سمجھ کر آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ روزنی نے دبی زبان میں کہا۔

"کیا میں لاٹینی بول رہا ہوں؟ ڈاکٹر ہنس حلق پھاڑ کر بولا۔

روزنی کا پھنپھن گئی۔

●

صبح کے آٹھ بج چکے تھے لیکن حمید ابھی تک خراٹے لے رہا تھا۔ نوکروں کے جگانے سے وہ بھلا کیا اٹھتا! تب خبر یہی نے خود ہی اس کی زحمت برداشت کی تو اچھا لیکن جربٹ گیا۔

”نصیر ایک باغی پانی لاؤ، فریدی نے نوکر کو آواز دی۔
حمید پھل کر بیٹھا گیا۔

”آپ جانتے ہیں، وہ بولا، ”میں باغی بنے سو یا ہوں؟“
”ہی تو میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ باغی بننے تک تم کیسے
کرتے رہے؟“

”تو اس طرح جگا کر... میرا تو خیال ہے کہ آپ میری لاش کو
بھی پریشان کریں گے۔ مرنے کی وجہ بتاؤ، مرنے کی حالت میں مرے...
ثابت کر دو کہ مر گئے ہو۔ نہیں میں منطقی دلیل چاہتا ہوں۔
فریدی ہنسنے لگا لیکن پھر سنجیدگی سے بولا۔

”کوڑے جو ہاؤ؟“
”جوگا...“ حمید نے ہلکے سے جھلک لگا لی اور پاگوں کی
طرح اپنے کپڑے چرنے لگا۔

”دو چار گئے پچھو دوں گا تم پر، ورنہ ہوش میں آ جاؤ؟“
حمید پر بیٹھ کر فریدی کو گھونڈنے لگا۔

”کیا آپ نہیں جانتے کہ میں باغی بننے تک کام کرتا رہا ہوں؟“
”تو آپ تمہیں کام کی ذمہ داری بھی بتانی پڑے گی؟“

”میں قبل از وقت کچھ نہیں بتاتا؟“ حمید نے فریدی کی نقل
آرتے ہوئے کہا۔

”تم اب ہر جھجک مارتے رہے ہو؟ فریدی بڑا سائنہ بنا کر بولا۔
کیا تم مجھے اپنی رات والی حماقت کا مقصد بتا سکو گے؟“

”کیا مطلب؟“
”رات والی حماقت کا مقصد... یعنی بعد ازاں سن گیاؤ

سو اکیس؟“
”آپ کیا جانتے؟“

”وقت نہ برباد کرو؟ فریدی کی جھنجھلا گیا۔
”دیکھیے، میں یہ سب اپنے طور پر کر رہا ہوں؟“

”میں شاید زندگی بھر تمہاری طرف سے مطمئن نہ ہو سکوں
گا، تم کہا سمجھتے ہو، اگر میں وہاں نہ ہوتا تو رات ہی تمہارے

پڑنے سے اڑ گئے ہوتے؟“
”اب خواہ مخواہ رکنا نہ رکھیے، حمید ہنسنے لگا۔

”اچھا تو تم مذاق سمجھ رہے ہو؟ فریدی نے کہا، ”تم بڑا مدے
ہی میں کڑیے گئے ہوتے۔“ رو لینڈ وہیں سو رہا تھا۔ اس کی نیند

بہت ملے گی۔ وہ بڑی طرح چونکا تھا۔ اگر میں نے فوراً ہی تدبیر
نہ کر لی ہوتی تو تم گئے تھے۔ وہ بے دریغ نکھلا گھونٹ دیتا؟“

”اے...“ نہیں، مجھے یقین ہے کہ بڑا مدے میں کوئی بھی

نہیں تھا؟

”کیا وہاں روشنی تھی؟ فریدی نے کہا۔

”نہیں... اندھیرا تھا؟“

”پھر تم کیسے کہتے ہو کہ وہاں کوئی نہیں تھا؟“

”اچھا چلیے یہی بتا دیجیے کہ آپ نے تدبیر کیا فراموشی؟“

”بچوں کی کسی ایک حرکت کرنی پڑی تھی؟ فریدی شکر کر بولا۔

”چند لمحوں کے لیے بیٹنا چاہتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ ہشت کر کے پھر سو گیا مگر

تم بتاؤ کہ اس کا مقصد کیا تھا؟“

”مقصد تو ابھی تک خود میری سمجھ میں نہیں آ سکا۔“ حمید کو پڑی

سہلانا ہوا بولا۔

”ایک لڑکی کا معاملہ تھا؟“ فریدی نے متغیہ لہجے میں کہا، ”اس

لیے تم نے دوبارہ اس عمارت میں گھسنے کا خطرہ مول لیا۔ ابھی میں

نے اس قسم کا کوئی کام نہیں کیا ہوا تو دم نکل کر رہ جاتا۔“

”مگر یہ تو ذرا عجیب کہ آپ میرے پیچھے کیوں لگے ہوئے تھے؟“

فریدی نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔

چند لمحوں خاموشی رہی...

پھر حمید بولا، ”میں سمجھ گیا۔ اس بار آپ مجھے آگے دھکیں

کر اپنا کام نکالنا چاہتے ہیں؟“

”پہلے تو ارادہ نہیں تھا، لیکن اب تمہاری اس حماقت

ہی نے ایک نیا راستہ دکھا دیا ہے؟“

”یہی...“

”کچھ نہیں سمجھتے بیچے...“ نہیں ہر بات کی عام اجازت

ہے۔ ان لوگوں سے جس طرح دل چاہے پیش آؤ؟“

”ہوں! سمجھا، حمید نے سر ہل کر کہا، ”چند لمحوں خاموش

رہا پھر بولا، ”آپ نے ان لوگوں کے لیے کیا کیا جو پچھلے رات کو

تاریک کرے میں موجود تھے؟“

”ان کے لیے کیا کرتا؟“

”ان سے کم ذرا کہ تو معلوم ہی کیا جا سکتا ہے کہ وہ اچانک

کہاں غائب ہو گئے تھے؟“

”وقت کی بربادی میں حمید صاحب۔ وہ بھی وہیں گئے خود اکثر

بڑس کہ چلا ہے۔ اسے یقیناً ان لوگوں پر اتنا ہی اعتماد رہا ہو اور نہ

وہ اتنی ضمانتی سے ان کو نہانے کی کوشش نہ کرتا۔ اگر اب تم جن سے

پرہیز کر رہے ہو تو یہی جواب لے گا کہ وہاں سے ایک سیکینڈ کے

لیے بھی نہیں بٹے تھے اور تمہیں ایک دل چسپ بات بتاؤں۔

گرچی ضمانت پر رہا۔ کر دیا گیا ہے، خاص میں اس کا ایک بڑی

144

سر ہاؤ داس ہے؟

”کیا وہ انہی لوگوں میں سے تو نہیں ہے جو کل وہاں موجود تھے؟“

”نہیں ان میں سے نہیں تھا؟ فریدی نے کھنکھارے لگا کر

چند لمحوں کو چننا دیا۔

”دیکھو...“ اس نے پھر حمید کو مخاطب کیا، ”آج بڑس نے

میں خاص طور پر مدد کیا ہے۔ تم ٹھیک سات بجے وہاں پہنچ جانا؟“

”کیوں نہ کیا آپ نہیں جانتے تھے؟“

”نہیں، جو کچھ میں کہوں کرتے جاؤ؟“

”تو پھر مجھے متاثر نہ کرنے دیجیے۔ ورنہ آپ جو کچھ بھی کہیں گے۔

میں اسے بھولنا چاہوں گا؟“

”ایک بات میں تمہیں بتا دوں۔ رو لینڈ سے ہمیشہ ہوشیار

رہنا۔ وہ قتل کر دینے کے معاملے میں دوا لنگی کی مدد تک پہنچی

سکتا ہے؟“

”رو لینڈ وہی پکینی کو پڑی والا؟“

”وہی؟ فریدی نے کہا، ”چند لمحوں سوچنا رہا پھر کرے سے

چلا گیا۔“

ٹھیک سات بجے تدبیر کے دفتر پہنچ گیا لیکن اس کا

استقبال بڑی سرد مہر کی کے ساتھ کیا گیا۔ اس وقت وہ عمارت میں

تنہا صاف تھا۔ وہاں سب کے چہرے لٹکے ہوئے تھے۔ ایسا معلوم

ہو رہا تھا جیسے کوئی ناخوش گوار واقعہ پیش آیا ہو۔

”مجھے افسوس ہے؟“ ڈاکٹر بڑس نے حمید سے کہا، ”آج میں

اپنا وعدہ نہ پورا کر رہا ہوں؟“

”کیوں؟“ وہ میں ابھی تک ناراض ہیں؟“ حمید نے سنجیدگی سے کہا۔

”بس ختم کرو، اس بات کو یقیناً: اس نے بہت بڑا سا

نہ نہ بنا کر کہا، ”میرے لوگ ہی یہاں سے بے جا ہیں گے؟“

”کیوں کیا بات ہے؟“

”کوئی نہیں خواہ مخواہ پریشان کر رہا ہے؟“

”یہی ذرا وضاحت کرو ڈاکٹر...“ ہو سکتا ہے، میں کوئی بڑ

کر سکوں؟“

”کرنل نہیں آئے؟“ بڑس نے پوچھا۔

”ہاں وہ آج کل بہت مشغول ہیں؟“

”میں اس سلسلے میں ان سے بات کرنا چاہتا ہوں؟“

”وہ اتنے مشغول ہیں کہ انہوں نے اپنی جگہ مجھے بھیجا ہے۔ ورنہ

تم نے مجھے تو مدعو نہیں کیا تھا؟“

”لیکن کل تم لوگ ایک آپس میں کیوں آئے تھے؟“

”حالاً کر بتانا تو نہ چاہیے؟“ حمید ٹھنڈی سانس لے کر بولا، ”لیکن

میں تم لوگوں کے کلمات سے بہت متعجب ہوں۔“

”جیہ خاموش ہو کر بائپ میں تمہا کو بھرنے لگا۔“

”اچھا تو تم سن ہی لو، کل رات کسی نے روزنی کو بہت ہی

پریشان کیا ہے؟“

”روزنی کون؟“

”وہی لڑکی جس کا روتوں سے تعلق ہے؟“

”اے...“ بڑس نے پریشان کیا؟“

”یہی تو معلوم نہیں ہو سکا۔ وہ اسے بے ہوش کر کے نیپاں

سے اٹھا لے گیا تھا اور پھر دوبارہ بے ہوش کر کے وہیں ڈال گیا۔“

”وہ بھر پھر...؟“ تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔“

”کیس سوال کا؟“

”یہی کر کل تم ایک آپس میں کیوں آئے تھے؟“

”بات یہ ہے، ڈاکٹر، ہم لوگ عبور میں۔ ہمیں تمہارے متعلق

ایک غلط اطلاع ملی تھی؟“

”کیسی اطلاع؟“

”اے...“ مجھے دہراتے ہوئے شرم آ رہی ہے؟“

”دیکھو، میں بہت پریشان ہوں، کیپٹن...“ مجھے ابھن میں

مست ڈالو؟“

”کیا بتاؤں ڈاکٹر، یہاں کے ایک بڑے تاجر نے تمہارا خلاف

یشکایت کی تھی کہ تم لاشوں سے زیادہ لوگوں کا پیو پار کرتے ہو؟“

”کس نے شکایت کی تھی؟“ وہ پھر گیا۔

”افسوس کہ یہ تینا میرے محکمے کے اصول کے خلاف ہے؟“

”حمید نے مفہوم غور نہ کر لیا۔“

”یہ سراسر جھوٹ ہے، ان میں اس سلسلے میں کھلی ہوئی تحقیقات

کی درخواست کرتا ہوں؟“

”اس کی ضرورت نہیں ہے ڈاکٹر؟“ حمید نے نرم لہجے میں کہا۔

”کل ہم مطمئن ہو کر یہاں سے گئے تھے۔ اب تم بتاؤ کہ اس لڑکی کے

متعلق تم کیا کہہ رہے تھے؟“

”مگر یہ کتنا بڑا اور گندا الزام ہے؟ کیا تم لوگوں کی نظروں میں

”سروں کا کوئی احترام نہیں؟“

”ہے کیوں نہیں ڈاکٹر؟ ہم اس کی اچھی طرح خبر لیں گے۔“

”آخر تم بتاتے کیوں نہیں کہ وہ کون ہے؟“

”بہت مشکل ہے۔ قاعدے سے تو مجھے یہ بھی نہ بتانا چاہیے

145

معاذ تم کوئیوں پر کوئی الزام عامہ کیا گیا تھا مگر اب بات واضح ہو گئی کہ تم لوگوں کے خلاف یہاں کوئی سازش ہو رہی ہے۔

"سازش... میں نہیں سمجھا۔"

"تمہاری دوستوں کو کیا بتائی ہیں؟"

"پہلے مجھے سوال کی نوعیت سمجھنے دو۔ ڈاکٹر ہنس حمید کی انھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔"

"گوئی پیسیدہ سوال نہیں ہے اور نہ اس کا مقصد یہ ہے کہ تمہیں کسی ٹیجن میں مبتلا کیا جائے۔ لہذا میں خود ہی اس کا جواب دیتا ہوں۔ لوگ عموماً اپنے مستقبل کے بارے میں سوالات کرتے ہوں گے۔"

"بالکل درست ہے۔" ڈاکٹر ہنس سر ہلا کر بولا۔

"بھیا... عام آدمیوں کا ڈاکٹر رہے نہیں تمہارے یہاں زیادہ تر بڑے لوگ آتے ہیں؟"

"ہاں، مجھے یہ بھی تسلیم ہے۔"

"غالباً ان میں سے بھی زیادہ تر تاجر ہی ہوں گے؟"

"یہ بھی درست ہے۔"

"ٹھیک... حمید سر ہلا کر بولا تاجر کا مستقبل کیا ہو سکتا ہے۔"

بازار کا آثار اور چٹاؤ؟

"یقیناً..."

"بازار کا آثار اور چٹاؤ؟ حمید ایک لمبی سانس لے کر آرام کوئی میں دلاڑھن ہوتا ہوا بولا۔ بازار کا آثار چٹاؤ ان کا مستقبل ہے۔ وہ اس کے متعلق معلوم کرنا چاہتے ہیں لیکن ڈاکٹر تو سوچو کہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جنہیں مدد کی پیش گوئی کی بنا پر نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہو گا۔ فرض کرو کسی چیز کا بازار گرے والا ہے۔ روح نے اس کے متعلق پیش گوئی کر دی ہے تب یہ تو کارس کی ہکاسی قبل از وقت ہی بند ہو گئی۔ سب بتاؤ اس شخص کا کتاباثر نقصان ہوتا ہو اس کا اسٹاک رکھتا ہے؟"

"ٹھیک ہے میں سمجھ گیا۔"

"بس تو ایسے ہی لوگ تمہارے خلاف سازش کر سکتے ہیں۔"

جنہیں تمہاری پیش گوئیوں سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو وہ میں بالکل سمجھ گیا کیپٹن! قطعی سمجھ گیا اور یہ بھی سمجھ گیا کہ پچھلی رات روزنی کے ساتھ وہ حرکت کیوں کی گئی تھی؟

"حرکت کی گئی تھی؟ حمید انھیں بھاڑ کر بولا۔"

"کچھ نہیں! اس کا مقصد محض خوف زدہ کرنا تھا۔ میں پورا"

واقعہ بتاتا ہوں؟

ڈاکٹر ہنس نے وہ سب کچھ دہرایا، اس سے روزنی دو چار بوٹی بھی اس دوران میں اس نے روزنی کو بھی دھپ بھالیا تھا۔ حمید نے پورا واقعہ سن لینے کے بعد اس سے دو چار سوالات کیے اور اس کی شہرہ آفاق سے گفت انداز ہوتا رہا۔

"بالکل ٹھیک ہے ڈاکٹر یہ سب کچھ تمہیں خوف زدہ ہی کرنے کے لیے کیا گیا تھا؟"

"پروا نہیں۔ میں یہ کام بند نہیں کروں گا۔ اس وقت تک جب تک خود حکومت ہی نہ روک دے ڈاکٹر ہنس نے گرم بچے میں کہا۔"

"یہ نہ کہو ڈاکٹر! اشتعال بھی اتنا ہی پراسرار ہے جتنا صدیوں پہلے تھا۔ تمہاری تہذیب نے اس پر ایک نیا خلاف طرز چڑھا دیا۔ لیکن خلاف کے پیچھے وہی اہمیت ہے جو صدیوں پہلے تھی... یہاں کے جادوگر تمہیں یہ کام بند کرنے پر مجبور کر دیں گے۔"

"جادوگر..."

"ہاں... ڈاکٹر! آج بھی یہاں کا بڑا بڑا جادوگر ہے۔"

"میں نہیں مان سکتا۔ اب یہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ"

زنا ختم ہو گیا؟

"نہیں ہرگز نہیں! حمید خوش رہا اگر بولا۔ وہ پاروں طرف دیکھنے لگا تھا۔ غالباً وہ کسی نئی حرکت کے لیے پہلے ہی سے تیار ہو کر آیا تھا۔ اب ایک اس کی نظر میٹل میں پڑ گئی تھی، جہاں ابھی دانت کے کئی ٹکڑے رکھے ہوئے تھے۔ ان میں ایک چوہا بھی تھی جو پھیلنا ٹانگوں پر بیٹھی ہوئی تھی ایسی پوزیشن میں تھی، جیسے اگلے بیروں سے کوئی چیز پڑے ہوئے اُسے کھڑی ہو۔"

"دیکھو ڈاکٹر! مجھے اس بات پر مجبور نہ کرو کہ مجھے ہی تمہیں اپنا کوئی کارنامہ دکھانے پڑے۔"

"کیسا کارنامہ؟"

"جادو کا کثرت۔"

"تم... ڈاکٹر ہنس تمہارے سے منہ کر رہا گیا۔"

"کیا تم جادوگر بھی ہو؟ روزنی نے اٹھا کر پوچھا۔"

"زیادہ بڑا جادوگر تو نہیں ہوں لیکن کچھ نہ کچھ ضرور رکھتا ہوں، اپنی جھولی میں؟"

"میں کافی دل چسپی لوں گا۔ ڈاکٹر ہنس مسکرا کر بولا۔ میں جانتا ہوں تم اپنے فلفٹ مہیٹ سے خرگوش نہالو گے؟"

"ہاں... حمید آرام کوئی کے پیچھے پر کھوسا مار کر بولا۔ میں بے جان چیزوں کو زندگی دے سکتا ہوں، سمجھے۔ کسی کے مردہ جسم

میں اسی کی روح کو وقتی طور پر واپس بلا لینا بڑی بات نہیں ہے ڈاکٹر۔ ہمارے یہاں کے بچے بھی ایسا کر سکتے ہیں۔ تم نے مڑوں کی بھی کی طرح اگر اس کی روح کو حضورِ دیر کے لیے رجوع کر لیا تو یہ کوئی بڑا کارنامہ نہ کہتا ہے گا؟"

حمید کرسی سے اٹھ کر میٹل میں کی طرف گیا اور ابھی دانت کی چوہا کو تھیل پر رکھے ہوئے واپس آیا پھر اسے مزید پر رکھتا ہوا بولا۔

"یہ ایک بے جان چوہا ہے۔ ایک ٹکڑا، کیا تم اسے گوشت پوست میں لاسکتے ہو؟"

"نہیں بھائی۔" ڈاکٹر ہنس مضطرب انداز میں ہنستا ہوا بولا۔

"میرے بس کا روگ نہیں؟"

"ڈاکٹر ہنس، حمید کا مضطرب انداز ابھی لیکن روزنی بہت زیادہ عقیدہ نظر رہی تھی۔"

"اچھا ڈاکٹر... تو تم ذرا اپنی مکھیں کھلی رکھنا، میں اسے نہ صرف زندہ چوہا میں تبدیل کروں گا بلکہ جتنی دیر کہو گے، اسے نیا بھی رہوں گا؟"

ہنس پھر ہنسنے لگا۔ روزنی نے ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ حمید نے اوٹ پٹنگ اس شروع کر دی تھی اور ساتھ ہی ساتھ وہ طرح طرح کے پوز بنا کر اچھلتا کودتا بھی جا رہا تھا۔

چران دونوں کو یہ معلوم ہوا کہ اگر ابھی دانت کی چوہا حمید کی جیب میں گئی اور اب خود اس کی بات چوہا جیب سے نکل کر مزید آگئی۔ جیسے ہی حمید نے اپنے دونوں ہاتھ اس پر سے ہٹائے، روزنی کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی... اور ڈاکٹر ہنس حیرت سے انھیں پھاڑے، اگلے جھجک گیا۔

"ہاں... اب تم ناچو۔ میں جس دھن پر جاؤں گا تمہیں اسی پر ناچ پڑے گا۔" حمید نے چوہا کی طرف دیکھ کر کہا۔ تم بھی ڈاکٹر ہنس اور روزنی کی ہم وطن ہو، ناچو میری جان؟"

جیسے ہی حمید نے یہی شروع کی، تربیت یافتہ چوہا میز پر پھدنے لگی۔

ڈاکٹر ہنس کی آنکھوں میں حیرت تھی اور اس کے ہونٹ کھلے ہوئے تھے۔

روزنی کے چہرے پر غور و تعرت کے بے جملے اُٹا تھے۔

"باس جاؤ... جلی جاؤ... آؤ میری جیب میں آؤ؟ حمید نے مخصوص انداز میں میز کھٹکائی اور چوہا اس کے کٹ کی جیب میں گھس گئی۔

حمید نے اسی جیب سے باقی دانت کی چوہا نکال کر نر

پرو ڈال دی۔

"واقعی ڈاکٹر... روزنی نے کچھ کہنا ہوا لیکن یہ کہہ کر اس کے چہرے پر ہنسے کی بڑبڑ تھیں جنہیں وہ دہل سے خشک کر دی تھی۔

اب ایک وہ ڈاکٹر کہے میں داخل ہوا جو مردبان کی حیثیت سے برآمدے میں بیٹھا تھا۔ اس نے ڈاکٹر ہنس کو کسی کا لاقاتی کا ڈال دیا۔

"اوہ... گرنل فریدی؟ ڈاکٹر ہنس نے حیرانہ لمبے میں کہا۔

جاؤ... انھیں یہاں لاؤ؟"

انگریز علاجی اور حضورِ دیر بعد فریدی کی کرسی میں داخل ہوا۔

"میں جانتا تھا کہ تم یہاں ہو گے؟ اس نے عمید کو غصیلی آواز میں مخاطب کیا اور حمید بھی بول کھٹک گیا۔

"میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ تم اب یہاں نہیں آؤ؟"

"کیا مطلب؟"

"شٹ اپ! فریدی اتنے زور سے چیخا کہ کمرے کی دیواریں جھنجھٹا اٹھیں پھر اس نے ڈاکٹر ہنس سے کہا: اگر اب تم نے اسے اپنے یہاں آنے والی اپنی آنکھوں کی بربادی کے خود ڈٹے دار ہو گے اور میں اس کی قسم کی شکایت درجنوں گا، سمجھے؟"

"مگر کرنل... ہنس نے کچھ کہنا چاہا۔

لیکن فریدی اس کی طرف دھیان دینے بغیر عمید کو دروازے کی طرف دھکیلتا ہوا بولا۔ نکلو یہاں سے؟"

حمید کو ایسا محسوس ہوا تھا جیسے وہ صدمہ ہزاروں سنگا کو دیا گیا ہو۔

☆

مڑک مک پہنچنے پہنچنے حمید اپنے سے باہر ہو گیا۔ غصے کے مارے اس کا عجیب حال تھا۔ ذہن میں فریدی کے خلاف مٹی پڑے الفاظ گونج رہے تھے اور غصے کی زیادتی کھٹکھٹ رہی تھی۔ وہ خود اپنے ہی احمقوں بے بس ہو کر رہ گیا تھا۔ اسی وہ بکری ایک تک نہیں پہنچے تھے کہ انھیں ڈاکٹر ہنس کی آواز سنائی دی جو انھیں پکارتا تھا۔

نہو تیزی سے اسی طرف آ رہا تھا فریدی رگ گیا لیکن اس کا ہاتھ اب بھی حمید کی گردن پر تھا۔

"مگر کرنل! مہر آتی خشکی کی کیا وجہ ہے۔ دو منٹ مضبوط... کچھ گفتگو کریں گے۔ یہ کیا کرتے اور کھڑے ہی کھڑے چل دیے تھے؟"

ڈاکٹر ہنس فریدی کے قریب پہنچ کر بولا۔

"میں بہت عیدم الغرضت آدمی ہوں؟ فریدی نے خشک بچے میں کہا۔"

پرو ڈال دی۔

"واقعی ڈاکٹر... روزنی نے کچھ کہنا ہوا لیکن یہ کہہ کر اس کے چہرے پر ہنسے کی بڑبڑ تھیں جنہیں وہ دہل سے خشک کر دی تھی۔

اب ایک وہ ڈاکٹر کہے میں داخل ہوا جو مردبان کی حیثیت سے برآمدے میں بیٹھا تھا۔ اس نے ڈاکٹر ہنس کو کسی کا لاقاتی کا ڈال دیا۔

"اوہ... گرنل فریدی؟ ڈاکٹر ہنس نے حیرانہ لمبے میں کہا۔

جاؤ... انھیں یہاں لاؤ؟"

انگریز علاجی اور حضورِ دیر بعد فریدی کی کرسی میں داخل ہوا۔

"میں جانتا تھا کہ تم یہاں ہو گے؟ اس نے عمید کو غصیلی آواز میں مخاطب کیا اور حمید بھی بول کھٹک گیا۔

"میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ تم اب یہاں نہیں آؤ؟"

"کیا مطلب؟"

"شٹ اپ! فریدی اتنے زور سے چیخا کہ کمرے کی دیواریں جھنجھٹا اٹھیں پھر اس نے ڈاکٹر ہنس سے کہا: اگر اب تم نے اسے اپنے یہاں آنے والی اپنی آنکھوں کی بربادی کے خود ڈٹے دار ہو گے اور میں اس کی قسم کی شکایت درجنوں گا، سمجھے؟"

"مگر کرنل... ہنس نے کچھ کہنا چاہا۔

لیکن فریدی اس کی طرف دھیان دینے بغیر عمید کو دروازے کی طرف دھکیلتا ہوا بولا۔ نکلو یہاں سے؟"

حمید کو ایسا محسوس ہوا تھا جیسے وہ صدمہ ہزاروں سنگا کو دیا گیا ہو۔

☆

مڑک مک پہنچنے پہنچنے حمید اپنے سے باہر ہو گیا۔ غصے کے مارے اس کا عجیب حال تھا۔ ذہن میں فریدی کے خلاف مٹی پڑے الفاظ گونج رہے تھے اور غصے کی زیادتی کھٹکھٹ رہی تھی۔ وہ خود اپنے ہی احمقوں بے بس ہو کر رہ گیا تھا۔ اسی وہ بکری ایک تک نہیں پہنچے تھے کہ انھیں ڈاکٹر ہنس کی آواز سنائی دی جو انھیں پکارتا تھا۔

نہو تیزی سے اسی طرف آ رہا تھا فریدی رگ گیا لیکن اس کا ہاتھ اب بھی حمید کی گردن پر تھا۔

"مگر کرنل! مہر آتی خشکی کی کیا وجہ ہے۔ دو منٹ مضبوط... کچھ گفتگو کریں گے۔ یہ کیا کرتے اور کھڑے ہی کھڑے چل دیے تھے؟"

ڈاکٹر ہنس فریدی کے قریب پہنچ کر بولا۔

"میں بہت عیدم الغرضت آدمی ہوں؟ فریدی نے خشک بچے میں کہا۔"

☆

مڑک مک پہنچنے پہنچنے حمید اپنے سے باہر ہو گیا۔ غصے کے مارے اس کا عجیب حال تھا۔ ذہن میں فریدی کے خلاف مٹی پڑے الفاظ گونج رہے تھے اور غصے کی زیادتی کھٹکھٹ رہی تھی۔ وہ خود اپنے ہی احمقوں بے بس ہو کر رہ گیا تھا۔ اسی وہ بکری ایک تک نہیں پہنچے تھے کہ انھیں ڈاکٹر ہنس کی آواز سنائی دی جو انھیں پکارتا تھا۔

نہو تیزی سے اسی طرف آ رہا تھا فریدی رگ گیا لیکن اس کا ہاتھ اب بھی حمید کی گردن پر تھا۔

"مگر کرنل! مہر آتی خشکی کی کیا وجہ ہے۔ دو منٹ مضبوط... کچھ گفتگو کریں گے۔ یہ کیا کرتے اور کھڑے ہی کھڑے چل دیے تھے؟"

ڈاکٹر ہنس فریدی کے قریب پہنچ کر بولا۔

"میں بہت عیدم الغرضت آدمی ہوں؟ فریدی نے خشک بچے میں کہا۔"

☆

مڑک مک پہنچنے پہنچنے حمید اپنے سے باہر ہو گیا۔ غصے کے مارے اس کا عجیب حال تھا۔ ذہن میں فریدی کے خلاف مٹی پڑے الفاظ گونج رہے تھے اور غصے کی زیادتی کھٹکھٹ رہی تھی۔ وہ خود اپنے ہی احمقوں بے بس ہو کر رہ گیا تھا۔ اسی وہ بکری ایک تک نہیں پہنچے تھے کہ انھیں ڈاکٹر ہنس کی آواز سنائی دی جو انھیں پکارتا تھا۔

نہو تیزی سے اسی طرف آ رہا تھا فریدی رگ گیا لیکن اس کا ہاتھ اب بھی حمید کی گردن پر تھا۔

"مگر کرنل! مہر آتی خشکی کی کیا وجہ ہے۔ دو منٹ مضبوط... کچھ گفتگو کریں گے۔ یہ کیا کرتے اور کھڑے ہی کھڑے چل دیے تھے؟"

ڈاکٹر ہنس فریدی کے قریب پہنچ کر بولا۔

"میں بہت عیدم الغرضت آدمی ہوں؟ فریدی نے خشک بچے میں کہا۔"

☆

مڑک مک پہنچنے پہنچنے حمید اپنے سے باہر ہو گیا۔ غصے کے مارے اس کا عجیب حال تھا۔ ذہن میں فریدی کے خلاف مٹی پڑے الفاظ گونج رہے تھے اور غصے کی زیادتی کھٹکھٹ رہی تھی۔ وہ خود اپنے ہی احمقوں بے بس ہو کر رہ گیا تھا۔ اسی وہ بکری ایک تک نہیں پہنچے تھے کہ انھیں ڈاکٹر ہنس کی آواز سنائی دی جو انھیں پکارتا تھا۔

نہو تیزی سے اسی طرف آ رہا تھا فریدی رگ گیا لیکن اس کا ہاتھ اب بھی حمید کی گردن پر تھا۔

"مگر کرنل! مہر آتی خشکی کی کیا وجہ ہے۔ دو منٹ مضبوط... کچھ گفتگو کریں گے۔ یہ کیا کرتے اور کھڑے ہی کھڑے چل دیے تھے؟"

"لیکن کل اتنے عظیم فرصت نہیں تھے۔ مجھے افسوس ہے، کل ایک غلط فہمی کی بنا پر یہاں بھلا آیا تھا۔ اب کوئی بات نہیں۔ وہ تو مجھے پیسے ہی معلوم ہو چکا ہے۔ غالباً اسی لافانی سے معلوم ہوا ہو گا؟"

"ہاں... انھیں لافانی نہ کہو۔ یہ تو بڑے ہی کمال کے آدمی ہیں۔ بے جان چیزوں میں جان ڈال دیتے ہیں۔ انہی دانت کی جو ہریا گوئیں نے ابھی سحر کئے دیکھا ہے۔ کرنل۔ میرے خدا... کمال ہے۔"

فریدی نے بڑی پتھری سے حمید کی جیب میں ہاتھ ڈال کر جو ہریا نکال لی اور اسے ڈاکٹر ہنس کے چہرے کے برابر اٹھا تا جو ہریا کو "یہ دیکھو۔ یہ تم سے بھی کہہ رہا تھا کہ اس سے اپنی لوگوں کو بچانا۔ لوگوں اس کی انہی حرکتوں پر بڑی طرح گرتی ہیں اور پھر تباہ ہو جاتی ہیں۔"

"اب حمید کی کوئی بڑی بالکل ایسی آڈٹ ہو گئی اور اس نے عمل کر اپنی گردن فریدی کی گرفت سے آزاد کر لی لیکن وہ بھلا نہیں سکا کیوں کہ فریدی نے اس کی کلائی پکڑ لی تھی۔"

"اچھا، ڈاکٹر، شب بخیر فریدی نے کہا اور اعلیٰ سیٹ کا دروازہ کھول کر حمید سمیت اندر بھیج دیا۔"

کمیٹی چل پڑی۔

مکہ مطلب تھا، اس کا حمید حلق پھاڑ کر بولا، "خود ہی بھیجا پھر اس طرح ذیل بھی کیا؟"

فریدی بے تحاشہ ہنسنے لگا۔

اور اب حمید نے باقاعدہ طور پر اپنا سر پٹنا شروع کر دیا۔

"بس اتنے ہی میں پرکھن شکرانے آگئے و فریدی ہنسی مضطرب کرنا ہوا۔"

"فرز نہیں! اگر میں اس کے آخری حصہ تمہیں پیسے ہی بتا دیتا تھا کہ برس میں بھی وہ نہ کر سکتے تو میں کیا بتا تھا؟"

"آپ کے چاہتے ہی کے لیے تو میں پڑھتا ہوں۔"

"تم سمجھتے ہو کہ اب وہ لوگ تمہیں منہ نہ لگائیں گے لیکن برعکس وہ میرا دھوکا ہے کہ کل تم آکر لکھنؤ میں روزنی کے ساتھ دھوکے کرو گے۔ اگر ایسا نہ ہو تو فریدی کو گولی مار دینا۔ بہر حال تم نے آخر وقت تک اپنا پادشہ بڑی خوش اسلوبی سے ادا کیا۔"

حمید نے تپہ کر دیا تھا کہ اب وہ کسی کام میں ہاتھ نہ لگائے گا۔ پچھلی رات اسے فریدی کی اس حرکت پر ایسا معلوم ہوا جیسے نہ صرف

اس کی بلکاس کی آنے والی نسلوں کی توہین ہو گئی ہو۔

آج صبح اس نے فریدی کے ساتھ ناشتہ نہیں کیا تھا بلکہ اس وقت تک کمرے کے باہر ہی نہیں نکلا جب تک کہ فریدی باہر نہیں چلا گیا۔

پچھلی رات اس نے جو کچھ بھی کیا تھا فریدی کے کہنے پر...

وہ سوچ رہا تھا کہ اگر آخری منظر بھی اس کے ہم ہی کا ایک جزو تھا تو اس سے اس کا بغیر ہونا ضروری تھا۔ اس طرح اسے شرمندہ ہونا پڑتا، لیکن پھر وہ سوچنے لگا کہ بغیر ہونے کی صورت میں اس کی ایک ٹانگ اتنی جائز نہ ہو سکتی۔ بے خبری میں تو سب کچھ بالکل نظری انداز میں ہوتا تھا لیکن پھر بھی اس کو فریدی پر غور تھا۔ جب بھی پچھلی رات کا واقعہ یاد آتا وہ ایک بے نام سی الجھن محسوس کرنے لگتا تھا۔

فریدی کے کمرے میں دیر سے فون کی گھنٹی بج رہی تھی لیکن حمید کے کان پر فون تک نہیں ریگی۔ وہ آج کچھ بھی نہیں کرنا چاہتا تھا۔ گھنٹی بند ہو گئی پھر اس کے بعد ہی ایک نوکر حمید کی خواب گاہ میں داخل ہوا۔

"آپ کا فون ہے۔"

"کہہ دو، موجود نہیں ہیں۔"

"مگر سرکار میں ہے تو ہمارے موجود ہیں؟"

"کس سے پوچھ کر کہہ دیا ہے؟ حمید اس پر پرس پڑا۔"

"صاحب! کوئی عورت ہے۔"

"دیکھو... حمید فوراً نرم پڑ گیا۔ مجھ سے پوچھو بغیر اس قسم کی حرکت نہ کیا کرو، سمجھتے ہو؟ تمہیں کہنا چاہیے تھا؟ دیکھ لو... بکثرت عجب ہیں یا نہیں؟"

"حضرت! وہ انگریزی بول رہی تھی اور مجھے انگریزی تک میں سر اور دوسرے علاوہ اور کچھ نہیں آتا؟"

"اور تم نے اس عورت کو بھی سہری کہا ہو گا؟"

"میں سہری تو کرنے کے لیے اس انداز میں کہا کہ حمید کو بے اختیار ہنسی آئی۔"

فریدی کے کمرے میں آیا، رسیو دین پر پڑا تھا۔

"ہیلو..."

"کوئن... دوسری طرف سے نسوانی آواز آئی۔"

"ہاں... آں... آپ کون ہیں؟"

"روزنی... اس طرح کہا گیا جیسے ہنسی روکنے کی کوشش کی جا رہی ہو۔"

"ہیلو... کیا بات ہے؟"

"میک آج ڈاکٹر کے دو بے ساختہ ہنس پڑی۔"

"ضرور آؤں گا؟ حمید دانت میں کر بولا۔"

"آپ غصے میں معلوم ہوتے ہیں دوسری طرف سے آواز آئی۔"

"مگر یہ اچھا ہی ہوا، ورنہ میں تمہیں فون کرنے کی ہمت نہ کر سکتی؟"

"کیوں! میں نہیں سمجھا؟"

"اگر رات والا واقعہ حقیقت پر مبنی ہوتا ہے تو میں تم سے خائف ہوتا لیکن اس وقت خاصا تکلف آ رہا ہے۔ ڈاکٹر کی زبانی اصل واقعہ معلوم کر کے میں بڑی دیر تک ہنسی رہی۔ تم نے کس صفائی سے یہیں اترا تھا مگر پھر بھی تمہارے کمال کا مستحرف ہونا پڑتا ہے۔ کیوں کہ جوہوں کو سدھانا قریب قریب ناممکن ہے؟"

"ہاں... ہے تو؟"

"مگر میرا خیال ہے کہ تمہارا حقیقت معذرتوں کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتا؟"

"تم شک سمجھیں؟ حمید نے بڑا سائنہ بنا کر کہا، اگر اس کا بس چلتا تو وہ عورت کی بجائے کسی مرد کے پیٹ سے پیدا ہونے کی کوشش کرتا، جو اب میں حمید نے ایک ٹھیک سا فقیر سنا۔"

"اچھا ضرور، آج کس وقت آ رہے ہو؟"

"ہاں! کمال تم نے میرے حقیقت کی گفتگو نہیں سنی تھی؟"

"سنی تھی... اسی لیے میں نے یہ کہا تھا کہ عورتوں کے بارے میں وہ اچھی رائے نہیں رکھتا۔ تم جانتے ہو کہ ہم مغربی لوگ اس معاملے میں سنگ نظر نہیں ہیں؟"

"میں جانتا ہوں؟"

"ڈاکٹر تم سے ملنے کے شائق ہیں۔ ارے لو، وہ آہی گئے؟"

روزنی نے کہا۔

اس کے بعد حمید کے کان میں ہنسی سی جھینپنا بہت گونجتی رہی۔ شاید روزنی اور ڈاکٹر آپس میں گفتگو کرنے لگے تھے۔ "ہیلو... چند لمحوں کے بعد روزنی کی آواز آئی۔"

"ہیلو..."

"دیکھو، ڈاکٹر کچھ کہنا چاہتے ہیں؟"

"ہیلو... ڈاکٹر کی آواز آئی اور پھر وہ بولا ہی رہا۔ شرمیر لڑکے آج تم ضرور آؤ گے، میں تمہیں بہت زیادہ پسند کرنے لگا ہوں۔ آج ہم ایک کاک ٹیل پارٹی میں جا رہے ہیں۔ تمہیں ہمارے ساتھ چلنا ہو گا۔ سمجھو اور تمہارے ساتھ تمہاری جو بیگم بھی ہوگی اور مسٹر۔ جوان آدمی دھوکے کے پروگرام میں ساؤتھ امریکن کاک ٹیل بھی شامل

ہو گا میرے حقیقت نے...؟"

"اورہ... پھر ڈاکٹر... وہ مجھے کوئی کٹا معلوم ہوتا ہے۔"

"اچھا، ڈاکٹر! میں ضرور آؤں گا؟"

"بہت اچھے... میں سات بجے تمہارا منتظر ہوں گا؟"

فون کا سلسلہ دوسری طرف سے منقطع ہو گیا۔

گزشتہ نصف صاف پر رہا ہوتا ہے ہی اپنے شراب خانے کا ٹنٹ کیا تھا۔ اس کے چڑی اس کی گرفت ساری پر خوں تھے۔ وہ سمجھے تھے کہ شاید اب اس سے ہمیشہ کے لیے نجات مل گئی کیوں کہ انھوں نے آؤنی اور فی خیریت ہی کس پر اس کی محبوبہ کے قتل کا الزام لگایا جا رہا ہے لیکن جب انھیں یہ اطلاع ملی کہ وہ ضابطہ پر رہا پڑ گیا ہے تو وہ اخبار ہمدردی کے لیے حق و باطل اس کے پاس پہنچنے لگے۔ گزشتہ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ انھیں اس سے کوئی ہمدردی نہیں ہے لیکن پھر بھی وہ انھیں اخلاقی برداشت کرتا رہا۔ وہ بھی پڑوسیوں کے ساتھ اس کا برتاؤ نہیں تھا۔ وہ دراصل پڑوسیوں سے کوئی سروکار ہی نہیں رکھتا تھا۔

بہر حال جب ان سے فرصت ملی اور وہ دم کی آدھی پہل ختم کر چکا ہے تو اسے سونیا کی یاد تازے لگی اور اس کا دل اسے سلامت کرنے لگا شاید زندگی میں پہلی بار اسے اپنے کہنے پر کا احساس ہوا تھا۔ وہ آدھی پہل میں پڑ پڑا پڑا پڑا گیا۔ سونیا کی تصویر پری طرح اس کے ذہن پر مسلط تھی۔ وہ سونیا کو جانتا تھا، اس کی سزاؤں میں پوری کرنے کی کوشش کرتا تھا اور سونیا بہر حال میں ایک وفادار ساتھی کی طرح اس کے اشارے پر دم ہلانے لگتی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ شاید اب سونیا جیسے عورت اس کی زندگی میں کبھی داخل نہ ہو سکے۔

وہ ٹھٹھا ہوا اسی راہروی میں آ جا ہاں اس نے سونیا کو بڑی بے دردی سے مار ڈالا تھا۔ اسے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے سونیا اب بھی اس کی گرفت سے نکلنے کے لیے بے بسی سے ہاتھ پیر مار رہی ہو۔ گزشتہ کے چہرے پر پسینے کی بوندیں چھوٹ آئیں۔ وہ آہستہ آہستہ لڑکے دھکے کی طرف بڑھنے لگا اور پھر اس کے قریب پہنچ کر اس کے جسم میں سحر پھری سی پیدا ہو گئی۔

وہ چپ چاپ کھڑا رہا۔ اس کے کانوں میں گرجے کی گھنٹیاں بج رہی تھیں۔ تیز قسم کی گھنٹیاں جن کی جھنجھاپ اسے اپنے سامنے جسم میں محسوس ہو رہی تھی اور پھر گھنٹیوں کے اسی شور میں اسے سونیا کے رونے کی آواز سنائی دی۔ کتنا درد تھا اس آواز میں... اس آواز میں کتنی سپردگی تھی۔ جب وہ اسے پتہ کرنا تھا تو اسے ایسی ہی

آواز میں رونے لگی۔ گریہ کی آنکھوں سے دھاریں بہہ نکلیں اور وہ بے ساختہ زمین پر گر پڑی۔ اس کی پشیمانی گھر کے آگے اور کمرے کے دھکن پر تھی۔ گریہی رو رہا تھا۔ پشیمانی گھر کے دھکن پر اس طرح مڑ رہا تھا جیسے وہ سونیکا کھنسا رہا ہو۔ ایک بیک بیک کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ بڑا بے لگ لگ رہا تھا اور اب اس کی آنکھوں میں آنسو نہیں تھے۔
”دارڈالوں کا وہ قبرانی ٹوٹی آواز میں چیتا میں فریدی کی کومار ڈھولوں کا۔“

دوسرے لمحے میں وہ بہت تیزی سے اپنے ہانسی کر کے کی طرف جا رہا تھا۔ اس نے فون پر کسی کے فرائڈل کیے۔
”میو... میو... گریہی بول رہا ہوں۔ اہ گریہی... مجھے ایک ریو اور چاہیے۔ باقاعدہ فون سے پہلے میں نے اپنا سامان مناسخ کر دیا تھا... مجھے ایک ریو اور چاہیے... سبھی... بولو... جواب میں نہیں دیتے۔“

”یہ کیا حقائق ہے؟ دوسری طرف سے آواز آئی تو تم سچ مجھ لگے ہو۔ خبردار اب اس طرح یہاں فون مت کرنا۔ جب مجھے ضرورت ہوگی تم سے کسی دیکھی طرح رابطہ قائم کروں گا؟ اور میرے لیے بعد ہی دوسری طرف سے سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ گریہی نے ریسپونڈ نہیں ہونے ایک کیریئر کی گالی دی اور فون کو مڑا دیا۔ اچھا بولا۔ اچھا مڑا۔ سب سے پہلے مجھ سے ہی منسلک تھا۔ ٹھیک ہے۔ تیری ہی بدولت سونیکا کی جان مٹی۔ اچھا تو آج کی رات تیری آخری رات ہوگی۔“

ڈیکن ہاں میں امریکن سفارت خانے کی طرف سے کاک ٹیل پارٹی دی گئی تھی۔ جس کے ساتھ اور دوسرے پروگرام بھی تھے۔ حمید اس موقع پر پہنچے نہیں رہا تھا۔ اگر ڈاکٹر ٹرسن اسے معذور کتاب بھی ضرور پہنچا کیوں کہ اس کے ادفریدی کے نام پر وہ راست دعوت نامے آئے تھے۔

لیکن فریدی ڈیکن ہاں میں موجود نہیں تھا۔ ڈاکٹر ٹرسن کے ساتھ دونوں لوگ آئی تھیں اور حمید اپنے ڈیسک میں بڑا اسارٹ لگ رہا تھا لیکن وہ اپنی بات تو جبراً ساتھ نہیں لیا تھا۔
”فون میں وہ باری باری سے دونوں لوگوں کو ہم قرض بناتا رہا۔ دوسری اس تقریب کی شہزادی تھی۔ شہر کے سینکڑوں آدمیوں نے اس سے قرض کی درخواست کی لیکن وہ حمید کے علاوہ اور کسی کے ساتھ نہیں بنی۔“

”وہ بیک بیک مڑ رہا تھا۔ گریہی کی طرح بھونکنے لگیں۔ ساؤتھ امریکن کاک ٹیل کا ذرا شروع ہو گیا تھا اور بہت ترین آدمیوں پر بھی وحشت طاری ہونے لگی تھی اور وہ فون کی طرح بے مہار ہو گئے تھے۔ اس وقت حمید فریدی کے ساتھ ناچ رہا تھا۔
”جنگلی کہیں کے وہ حمید کا بازو پکڑ کر بولی۔
”ہہ ہہ... ہہ ہہ... حمید کو سستی کے اُتار چڑھاؤ کے ساتھ قہقہے لگنے لگا۔“

”مجھے یہ وحشتانہ انداز کا قص باکل پسند نہیں۔“ دوسری طرف سے بول کر بولی۔
”تو پھر ختم کرو۔ ہم کہیں جیل کو میٹھیں۔ ہمیں نے کہا۔
”اہ بی بی بہتر ہے۔ میں بہت تھک گیا ہوں۔“
”ڈاکٹر کہاں ہے؟“
”پہ نہیں۔“

”اور... وہ... رہی...“
”میں نہیں جانتی۔ کیا وہ مجھ سے زیادہ خوب صورت ہے؟“
”اہ... نہیں...“
”مجھے شاعری سے نفرت ہے۔ نہ جانے کیوں دوسری کچھ جھٹکا سی گئی تھی۔“

”تب پھر مجھے کہنے دو کہ ایک دن تمہارا خوب صورت جسم کیڑے کھا جائیں گے۔ تم صرف ڈاکٹر کے ڈاکٹر چہرہ جاؤ گی اور یہ کہ اس وقت بھی تمہارے پیٹ میں آتیں ہیں۔ جنہیں دیکھنے سے گھن آتی ہے۔ اگر تمہارا پیٹ پھڑپھڑا جائے تو تمہارے چہرے پر لگے ہونے دوڑ اور غازے کی کیا وقعت رہ جائے گی۔“

”تم تو ہو تو دوسری بھڑا کر بولی۔
”میں شاعری بھی کر سکتا ہوں اور تو بھی ہوگی۔
”وہ دونوں لپچنے والوں کی جیسے نکل کر اپنی میز پر آ گئے۔
ڈاکٹر ٹرسن اندر بھی وہاں ہی نہیں تھے۔ دوسری تشویش آئیز نظروں سے جاوڑ طرف دیکھنے لگی۔

”کیوں کیا بات ہے؟ حمید نے پوچھا۔
”ڈاکٹر اور دوسری... انھیں یہیں ہونا چاہیے تھا۔“
”ڈاکٹر کو ریگی سے شش تو نہیں ہے؟ حمید نے پوچھا۔
”تم بعض اوقات باگول کی طرح جبراً اس کرنے لگے ہو؟“
”کیوں کیا میں نے کوئی بڑی بات کہہ دی ہے؟“
”ڈاکٹر بہت نیک آدمی ہے۔“
”تو کیا میں جبراً آدمی ہوں؟“

”میں کب کہتی ہوں۔“
”تو پھر مجھے تم سے عشق ہو گیا ہے۔“
”ہو جانے دو۔ دوسری نے بے پروائی سے کہا۔
”نہیں یوں نہیں۔ تم مجھ کو کہیں مجھ سے عشق ہو گیا ہے۔“
”تم کھنڈر سے ہو میرا مذاق نہ آؤ؟“
”اچانک وہ اپنی طرف کی کھڑکی کا شیش ٹوٹ کر فرش پر گر پڑا۔
حمید چونک کر ایک طرف ہو گیا اور اسی اضطراری حرکت نے اس کی جان بچائی کیوں کہ شیش ٹوٹنے کے ساتھ ہی ایک فائر ہوا تھا۔
حمید نے خود کو گری سے گرا دیا تھا۔ ایک ہنگامہ سابر پاموگیا ہاں میں کسی نہ کسی کے گولی مزدور کی تھی کچھ لوگ دوڑ کر حمید کی طرف آئے اور اس نے کھڑکی کی طرف اشارہ کر دیا۔
دوسری ڈھکڑکی کا پڑی تھی۔
حمید لوگوں کو بتا رہا تھا کہ کبس طرح شیش ٹوٹ کر دوسری طرف سے کسی نے فائر کیا تھا۔

”اچانک اس کی نظر فریدی پر پڑی جو مجھے میں کھڑا ہے بہت غور سے دیکھ رہا تھا جیسے ہی دونوں کی نظریں ملیں۔ فریدی کے ہونٹوں پر فریدی کی مسکراہٹ نمودار ہو گئی۔
دوسری بھی فریدی کی وجہ سے دیکھ رہی تھی۔ وہ اس وقت اسے بہت پر اسرار معلوم ہو رہا تھا۔ حمید فریدی کی طرف بڑھا۔
”کھڑکی بات نہیں۔ فریدی آہستہ سے بولا۔ وہ پاگل ہو گیا ہے۔“
”کون...“
”گریہی... اس نے بیلا فائر ڈاکٹر ٹرسن پر کیا تھا مگر وہ بچ گیا۔“

”ڈاکٹر کہاں تھا؟“
”باغ میں۔“
”کیا گریہی بول گیا؟“
”نہیں...“

دوسری وہاں تنہا رہی کیوں کہ حمید کو فریدی اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ لوگ سوالات کرنے کے اسے پریشان کرنے لگے تھے اور دوسری کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اب کیا کرے۔ اسے وہیں رک کر ڈاکٹر ٹرسن کا انتظار کرنا تھا۔
انتظار کا یہ وقفہ جلد ہی ختم ہو گیا۔ ڈاکٹر ٹرسن بیڑ کو مٹا تا ہوا ریگی سمیت اس کی طرف بڑھ رہا تھا۔
”اوہ... ڈاکٹر۔ دوسری نے کہا اور اسے اپنی ٹھنڈی سانس

بڑی تسکین آمیز محسوس ہوئی۔
”کیوں... کیا بات ہے؟ ڈاکٹر نے پوچھا۔
”کس نے کیپٹن حمید پر فائر کیا تھا؟ دوسری نے فون ہوئی۔
”کھڑکی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ وہ گجیا لیکن گولی ایک دوسرے آدمی کی ہانگ میں لگی۔“
”کیپٹن کہاں ہے؟“
”اسے اس کا چیف اپنے ساتھ لے گیا۔“
”اچھا... جلدی جلدی کرو۔“
”اتنے میں امریکی سفارت خانے کے ایک انہرنے ماہیکرو فون پر اطلاع دی کہ سبز مہمان اپنی اپنی جگہوں پر پہنچ جائیں۔“
پولیس نہیں جانتی کہ فوری کا نظائی سے قبل کوئی باہر جائے۔
پہنچنے لگی۔

لوگ ابھر کر کرسیوں پر بیٹھنے لگے تھے اور ہاں میں مختلف قسم کی ملی جلی آوازیں گونج رہی تھیں۔ کچھ عرصے میں جوتھ میں پورے اب بھی قہقہے لگا رہی تھیں۔
”میں ان خطرے سے خالی نہیں۔ ڈاکٹر ٹرسن پاؤں طرف دیکھتا ہوا آہستہ سے بولا۔
”تو پھر نکلنے کی کیا ضرورت ہوگی؟ دوسری نے پوچھا۔
”ڈاکٹر ٹرسن کچھ بولا۔ جوتھری دیر بعد اس نے کہا۔ مجھ پر بھی فائر کیا گیا تھا۔“

”کیا؟ دوسری پھل پڑی۔
”ہاں! میں باغ میں تھا۔ دلیڈنگ داہسی کا منتظر تھا۔“
”لیکن فائر کیا کیس نے؟“
”میں خود انھیں میں ہوں اور پھر تم کہتی ہو کہ اس سڑک رساں پر بھی فائر کیا گیا تھا لیکن گولی نہ اس کے لگی اور نہ میرے میں ایک مٹی ٹائن پر سوچنے کے لیے مجبور ہو گیا ہوں۔“
دوسری کچھ نہ بولی۔ وہ تشویش آمیز نظروں سے ڈاکٹر ٹرسن کے چہرے کی طرف دیکھ رہی تھی۔

”فریدی بہت چالاک آدمی ہے۔ ڈاکٹر نے فون دی دیر بعد کہا۔ یہ اسی کی حرکت ہے۔“
پولیس کی رپورٹ مرتب کرنے میں بڑا ایک گھنٹہ صرف بڑا پھر تین بجے ہاں کے دروازے کھول دیے گئے۔
دوسری اس دوران میں خاموش رہی اور ریگی ان لوگوں میں سے تھی جو برفی مزدور گفتگو نہیں کرتی۔ گفتگو کے دوران میں اکثر وہ مخاطب کو اس طرح دیکھنے لگتی تھی جیسے اس کے

کافول ٹمک اس کی آواز ہی نہ پہنچ رہی ہو۔
ڈاکٹر پوسن بڑی تیز رفتاری سے اپنی کار پر کھلے ہاؤز کی طرف
لیے جا رہا تھا اور اسے اس بات کا بھی احساس تھا کہ ایک تیز رفتاری
موتروں سے ٹکرائے گا۔ اس کا تعلق کر رہی ہے۔ ایک بار دہرائی نے بھی
اس کی طرف اشارہ کیا لیکن اُس نے ڈاکٹر پوسن کے اطمینان
میں ذہن برابر بھی فرق محسوس نہیں کیا۔ بریکے ہاؤز کا چھانک چھلا
نہو تھا۔ وہ اپنی کار اندر لیتا ہوا چلا گیا۔
اسے یہ بھی دیکھنا تھا کہ کار کا تعاقب کرنے والا کون ہے؟ وہ کار
کو ایک روش پر روک کر پائس باغ کی دیوار کی طرف پکڑا لیکن ٹھیک
اسی وقت ایک ٹائمز ہوا اور کون سنائی ہوئی اس کے سر پر سے نکل
گئی لیکن دوسرے ہی لمحے میں اس نے ایک ٹی سی کواہ کے ساتھ خود
کوزین پر گر دیا۔ اس نے ان کیوں کی جنٹیل سٹینس اور پیرا
معلوم ہوا کہ کوئی بھاری تھوڑوں سے بھاگتا ہوا اچانک کی طرف
جا رہا ہو۔

وہ زمین ہی پر ٹپسے ٹپسے چھانک کی جانب رینگنے لگا۔
تھوڑی ہی دیر رینگنے کے بعد کچھ آوازیں سنائی دینے لگیں، جیسے
باہر کچھ لوگ ایک دوسرے سے کھتے گئے ہوں۔ ڈاکٹر پوسن چھانک تک
رینگا آیا۔

سامنے ٹمک پر اسے دو آدمی تاروں کی چھاؤں میں لڑنے
دکھائی دیے۔ وہ ایک دوسرے پر گھونٹے بڑا رہے تھے۔ ان میں
سے ایک تو یقیناً بھاگ جانے کی فکر میں تھا۔ جیسے ہی وہ بھاگ جانے
کی کوشش کرتا، دوسرا اس پر اس بڑی طرح حملہ کرتا کہ اسے ٹمک کر
پٹنا ہی پڑتا تھا۔

"دولینڈ... ڈاکٹر پوسن نے اہستہ سے پکڑا لیکن لڑنے والوں
کے منہ سے جی سی آواز بھی نہ نکلی۔
زولینڈ... ڈاکٹر پوسن نے پھر کھلا۔

مگر لڑنے والے بہت سہجے لڑنے سے اہلان کی طرف سے
کوئی جواب نہ ملا۔ اس بار پوسن کی جھلک بھٹ گئی لیکن وہ کچھ
بولتا نہیں۔

اچانک ایک کار اگر ان لڑنے والوں کے قریب ٹک گئی
اس کی ہیڈ لائٹس کی روشنی ایک بار پھر لڑنے والوں پر بھی پڑی
تھی اور ڈاکٹر پوسن ان میں سے ایک کو پہچان کر شذر رہ گیا۔
کار کی روشنی بھادی گئی اور اس پر سے دو آدمی اترے۔
اتنے میں لڑنے والوں میں سے ایک دھیر دھیر بھٹکا پھر ڈاکٹر پوسن کو
تین دھندلے سامنے نظر آئے جو گرے ہوئے آدمی کو کار کی طرف

لے جا رہے تھے۔
قبل اس کے کہ ڈاکٹر پوسن کوئی فیصلہ کرتا، کار فرسے بھرتی
موجی دور نکل گئی۔
پھر تقریباً تین چار منٹ تک وہ وہیں بیٹھے کے بل زمین پر
پڑا رہا۔

آہستہ آہستہ تاریکی کا غبار چھٹتا جا رہا تھا اور اسے اس طرح
جھلملا رہے تھے، جیسے کہ کھانا، پتھر، مخصوص انداز میں چمک چمکاتا
ہے اور اب پھر وہی اٹھا سستا اور بھیگروں کی جھانیں جھانیں
تھی۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے ازل سے اب تک سسٹائے کا پسلا
ٹوٹا ہی نہ ہو۔

پوسن کچھ دیر تک دو زمین ہی پر پڑا ہوا ریگڑا پھر سیدھا
کھڑا ہو کر چلنے لگا۔ دونوں خوف زدہ لوگ اب بھی کار میں ہی تھیں
اور ایک دوسری سے اس طرح لپٹی ہوئی تھیں جیسے انھوں نے
ساتھ ہی جینے اور مرے کا تہیہ کر لیا ہو۔

دوسری صبح فریدی ہیشل بیٹک میں داخل ہوا اور سیدھا
مینجر کے آفس میں چلا گیا۔ مینجر نے جو شاید اس سے پہلے ہی واقف تھا
احتراماً کھڑا ہو گیا لیکن اس کے سامنے بیٹھا ہوا آدمی بہت سہجہ تھا۔
یہ شبہ کہ ایک بڑا سرمایہ دار تھا۔

مینجر نے کسی کی طرف اشارہ کیا اور فریدی اس کا شکریہ ادا
کر کے بیٹھ گیا۔
"فریڈ... کیا خدمت کروں؟ مینجر نے ٹمک کر پوچھا۔
"اس بیٹک کی معرفت دو میاں فروخت کی گئی ہیں۔
"جی ہاں؟
"کس نے خریدی ہیں؟
"آپ نے... مینجر نے سر سے اشارہ کرتے ہوئے سامنے والے

آدمی کی طرف دیکھا۔
"اوہ... آپ نے فریدی اس کی طرف متوجہ کر دیا۔
"جی ہاں۔ کیوں؟ اس نے فریدی کو گھوڑ کر پوچھا۔
"میں آپ نے کہا تھا کہ اس سے اٹھا لیں۔
"میں آپ کے سوالات کا جواب کیوں دوں؟ اس نے جھلٹائے
ہوئے لیجے میں کہا۔
"اس لیے... فریدی اس کے سامنے اپنا ملاقاتی کارڈ
رکھتا ہوا بولا۔

اس نے کارڈ کو غور سے دیکھا اور پھر فریدی کو تیز نظروں سے
دیکھنے لگا۔
"آپ یہ سب کیوں دریافت کر رہے ہیں؟
"اس کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں جناب: فریدی نے خشک
ہیجے میں کہا۔
"ہاں، میں نے دو میاں اسی بیٹک کی معرفت خریدی ہیں۔
قیمت ابھی ادا کر چکا ہوں۔ اب میاں یہاں سے اٹھوا کر گھر لے
جاؤں گا اور کچھ د
"نہیں... آپ ان میاں سمیت میرے ساتھ چلیں گے؟
"تم جانتے ہو، میں کون ہوں؟ اس آدمی نے بڑبڑا کر کہا۔
"زیادہ سے زیادہ کسی منشر کے سالے ہو گے... اور کیا؟
فریدی مسکرا کر بولا۔
"اچھا میں تمہیں بتاتا ہوں کہ میں کون ہوں؟ اس نے فون
کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔
لیکن اسے ایک غیر متوقع ذہنی جھٹکے سے دوچار ہونا پڑا۔
فریدی نے پیر پر رکھا ہوا ادول اٹھا کر اس کے ہاتھ پر سیدھا کر دیا۔
"خود کو میری حراست میں تصور کرو؟ فریدی نے اس انداز میں
کہا جیسے بہت دُشمنوں سے ملاقات ہوئے ہو کسی کی خیریت دریافت
کر رہا ہو۔
"تم ہوش میں ہو یا نہیں؟ وہ آدمی گرج کر بولا۔
"میں قطعی ہوش میں ہوں۔ میرے کہنے پر عمل کرو، ورنہ
ہتھکڑیاں لگا کر بے چاروں کا سمجھو۔ میں جانتا ہوں کہ تم ایک بڑے
سرمایہ دار ہو لیکن قانون میرا حال قانون ہے۔
"آپ دیکھ رہے ہیں؟ وہ جھٹکا کر خیر کی طرف پٹا۔
خیر کچھ نہ بولا۔ شاید اسے پہلے ہی سے خبردار کر دیا گیا تھا۔
"تم مجھے کسی بات پر مجبور نہیں کر سکتے؟ اس نے فریدی
سے کہا۔
"معلوم ہوتا ہے کہ تم سرعام اپنی بے عزتی پر مسرور ہونا چاہتے
ہو۔ خیریت اسی میں ہے کہ جو کچھ ہوں، کرتے جاؤ۔
"میں ہرگز نہیں جاؤں گا؟
"اچھا تو چلو؟ فریدی جیب سے ہتھکڑیوں کا جوتا نکالتا ہوا
بولا پھر دو تاروں کی طرف دیکھ کر بلند آواز میں کہا: "میں اندر آ جاؤں گا۔
دوسرے ہی لمحے میں سارا جنرل ریش ایک آدمی کے ساتھ
کمرے میں داخل ہوا۔
"اس کے ہاتھ پکڑو، میں ہتھکڑیاں لگاؤں گا؟
دونوں اس پر جھجک پڑے۔ اسے قابو کرنے میں زیادہ

دشواری نہیں پیش آئی۔
"اچھا میں دیکھ لوں گا؟ وہ ہنپتا ہوا بولا۔
فریدی اس کی بات کا جواب دیے بغیر ریش سے بولا: "خانا
وہ میاں گاڑی پر رکھ دی گئی ہوں گی؟
"جی ہاں؟
اب فریدی اپنے شکار کی طرف متوجہ ہوا۔ ایک لمحہ اسے عمارت آمیز
نظروں سے دیکھتا رہا پھر بولا: "پلیس جناب۔ اب آپ کو اسی صورت
میں چلنا پڑے گا؟
ریش اور اس کے ساتھی نے اسے کھینچ کر گاڑی سے اٹھا دیا۔
بیٹک کا منبر خاموشی سے بھاگتا رہا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ ہتھکڑیاں
بت ہو۔

"اچھا جناب: فریدی خیر کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہوا بولا۔
قیدی دروازے کے قریب ٹک گیا تھا۔ جیسے ہی فریدی اس
کے قریب پہنچا، اس نے اہستہ سے کہا: "ہتھکڑیاں اتار دیجیے۔ میں
وعدہ کرتا ہوں؟
"مجھے کوئی اعتراض نہیں؟ فریدی نے کہا اور ہتھکڑیاں اس کے
ہاتھوں سے الگ کر دیں۔
"کیا گولڈاس کی کوئی صورت نہیں؟
"گولڈاس کے لیے عدالتیں چلی ہوئی ہیں۔ بس گاڑی میں
بیٹھ جائیے؟
"ایک لاکھ لے لیجیے؟
"ایسی صورت میں ایک دوسرا مقدمہ بھی آپ پر قائم کیا جاسکتا
ہے۔ فریدی مسکرا کر بولا۔
"مخاطبہ سزاؤں رسائی کی ایک بڑی سی دین ٹمک پر موجود تھی۔
فریدی اپنے قیدی سمیت اس پر بیٹھ گیا۔ نیچے دو میاں نکلی ہوئی
تھیں۔ ہزار سال پرانی لائٹس... دین روانہ ہو گئی۔
اور پھر فریدی تھوڑی ہی دیر بعد اپنے کھمکے کے ڈی۔ آئی۔
جی کے آفس میں موجود تھا۔ اس کے ساتھ قیدی بھی تھا اور میاں بھی
... ڈی۔ آئی۔ جی نے اس قیدی کو تختیہ آمیز نظروں سے دیکھا۔
حیرت کی بات تھی جی۔ وہ نہ صرف ایک بڑا سرمایہ دار بلکہ پبلک
لائٹ میں بھی لینڈ ٹیم کا آدمی تھا۔
"یہ... ڈی۔ آئی۔ جی نے اہستہ سے کہا۔
"جی ہاں... اتنے اچھے قسم کے جرائم چھوٹے موٹے آدمی
نہیں کرتے؟
"لیکن معاملہ ابھی تک میری سمجھ میں نہیں آسکتا۔

"میں عرض کرتا ہوں۔ اس واقعے کا تعلق سینٹرل بینک والے معاملے سے ہے۔ وہاں سے بانڈز جمع کر کے لے آئے تھے؟
 "ہاں ہاں، میں سمجھ گیا لیکن... یہ معاملہ...
 "مشرعہ، میں بتاتا ہوں۔ ڈاکٹر ہنس والا معاملہ گوش گزار کر چکا ہوں۔ اب میں آپ کو وہ طریق بتاؤں جس سے ایسی باتوں کی بانی بھی ہو جاتی ہیں۔

قیدی کا چہرہ زرد ہو گیا۔ فریدی میوں کی طرف اشارہ کر کے بولا: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ یہ حقیقت میاں ہیں؟
 ڈی۔ آئی۔ جی کچھ بولا نہیں۔ وہ جواب طلب نظروں سے فریدی کی طرف دیکھ رہا تھا۔

یہ میاں نہیں، صرف لکڑی کے ٹول ہیں اور ان پر اس طرح کا روغن کیا گیا ہے کہ یہ میاں معلوم ہوتی ہیں اور آپ یقین کیجیے کہ آپ کو ان میں سے کسی میں بھی کوئی لاش نہ ملے گی؟
 "پھر خیر یہ ہے کیا لگا؟ ڈی۔ آئی۔ جی نے اکتانے پورے لہجے میں کہا۔

"دیکھیے۔ اس نے کہا اور می کے درمیان جوڑو ٹوٹنے لگا۔ دوسرے ہی لمحے میں اس کا دھکن ایک جھٹکے کے ساتھ ٹھک کر پیروں کی طرف ٹھکرا ہو گیا اور ساتھ ہی ڈی۔ آئی۔ جی کی آنکھیں بھی حیرت سے پھیل گئیں کیوں کہ می کے ٹول میں ڈول کے بدلے بھرے ہوئے تھے۔

"یہ دیکھیے۔ یہ رے اصلی نوٹ... اور انھی نمبروں کے جعلی نوٹ نیشنل بینک کے اسٹاک روم میں پہنچ گئے ہوں گے۔ ڈی۔ آئی۔ جی نے قیدی کی طرف دیکھا جس کے چہرے سے پسینے کی دھاریں بہہ رہی تھیں اور وہ اس طرح پلکیں جھپکاتا رہا تھا جیسے کوئی ڈوبتا ہوا آدمی سطح پر ابھرنے کے بعد بے بسی سے چاروں طرف دیکھتا ہے۔

"اور اب دیکھیے... مجھے یقین ہے کہ اس دوسرے ٹول سے کوئی زندہ لاش برآمد ہوگی، ورنہ نوٹ کسی فوق الفطرت طریقے سے ادھر ادھر نہیں منتقل ہوتے۔
 "کیا اس کے اندر کوئی ذی روح زندہ رہ سکتا ہے؟ ڈی۔ آئی۔ جی نے دوسری می کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"سب کچھ ہو سکتا ہے، جناب والا، اسے بھی دیکھ دیجیے؟
 فریدی نے دوسری می کا بھی ڈھکن اٹھا دیا۔ اس کی توقع کے مطابق سچ آئی میں ایک آدمی لیٹا ہوا نظر آ رہا تھا پھر وہ آدمی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ گیس ماسک میں چھپا

ہوا تھا اور کمر کے گرد چاروں طرف ایکسین کی تھیلیاں لگی ہوئی تھیں۔ فریدی نے آگے بڑھ کر اسے پکڑ لیا اور دوسرے ہی لمحے میں اس کے چہرے سے گیس ماسک ہٹا دیا گیا۔ یہ وہی ڈبلا ہوا مرقوق سا اگر بڑھتا جو بریک ہاؤز میں دہائی کے فرائض انجام دیتا تھا۔ فریدی پر نظر پڑی تھی اس کی ٹھٹھکی بندھ گئی۔
 "تو یہی وہ زندہ لاش؟ فریدی مسکرا کر بولا: اور یہ طریقہ ہے جعلی ٹولوں کی تعمیر کا؟
 "تو کیا میاں بینک کی معرفت فروخت ہوتی رہی ہیں؟ ڈی۔ آئی۔ جی نے پوچھا۔

جی ہاں... ان کا پہلا شکار سینٹرل بینک تھا اور دوسرا نیشنل بینک؟
 انگریز کھڑا بڑی طرح کانپ رہا تھا۔ پھر یک بیک وہ گریزاں فریدی نے جھک کر اسے دیکھا اور پھر سیدھا کھڑا ہو کر بولا۔
 "بے ہوش ہو گیا ہے؟
 "تو کیا ڈاکٹر ہنس...؟

"جی ہاں... وہی؟ فریدی نے کہا: وہ ان کا مشرب ہے۔ اس کے ایک آدمی رولینڈ گومین پچھلی ہی رات گرفتار کر چکا ہوں۔ ہنس نے اسے میری نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے لیے مقرر کیا تھا۔ پچھلی شام کو یہ دونوں میاں نیشنل بینک میں بیٹھتی تھیں۔ اس کے بعد رولینڈ میرے پیچھے لگ گیا تھا۔ ہنس نے یہ کارنامہ شروع کرنے سے قبل ہی سے مجھ پر نظر رکھی تھی؟
 فریدی نے اس سلسلے کے دوسرے واقعات دہرانے شروع کیے، روتھوں سے گفتگو... پلار پانچ آدمیوں کا دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو جانا... اور سب سے بڑا لطیفہ... روتھوں نے ہنس کو یہ اطلاع بھی دے دی تھی کہ اس وقت وہاں فریدی اور میڈی بھی موجود ہیں۔

"کمال ہے؟ ڈی۔ آئی۔ جی سر ہلا کر بولا۔
 "کوئی خاص بات نہیں؟ فریدی نے کہا: اور پھر حضرات! اس نے قیدی کی طرف اشارہ کیا۔ ایک لمحہ خاموش رہا، پھر بولا: یہ ان میوں کو کھڑے جاتے اور پھر ان ٹولوں کے حصے خیرے ہو جاتے... یہ حضرت جو قوم کے لیڈر ہونے کا بھی دعو کرتے رہتے ہیں؟
 قیدی کچھ نہ بولا۔

فریدی نے اسے سمجھو کر کہا: کیا کہتے ہو؟ کیا تمہیں اس جرم سے انکار ہے؟

وہ کچھ نہیں بولا۔ اس نے آنکھیں کھولیں پھر بند کر لیں۔
 "تم ہنس تک پہنچنے کی طرح؟ ڈی۔ آئی۔ جی نے پوچھا۔
 "گریٹی کے ذریعے... میں ایک مشتبہ آدمی کا تعاقب کرتا تھا۔ پھر جیتھرو ڈی ایک عمارت تک پہنچا تھا اور وہاں میں نے ایک تڑخانے میں کچھ ایسے نشانات دیکھے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہاں کوئی مشین نصب تھی پھر وہیں پانچ نامعلوم آدمیوں نے ہم پر حملہ کیا لیکن فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ دوسرے دن اس آدمی کو زہر دے کر ہلاک کر دیا گیا جس کے ذریعے میں اس عمارت تک پہنچا تھا۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ گریٹی کی محبوبہ سونیا اس کے ساتھ تھی۔ سونیا کی طرف متوجہ ہوا تو گریٹی نے سونیا کو بھی ختم کر دیا۔

فریدی نے سونیا کے قتل کا واقعہ تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 "صناعت پر رہا ہونے کے بعد جی سے غائب گریٹی کا داغ چل گیا تھا۔ پچھلی رات دیکھن ہال میں اسی نے گولیاں چلائیں تھیں۔ اس نے ہنس پر بھی گولی چلائی تھی پھر اس نے دوسرا حملہ جمید کر لیا لیکن اس میں بھی ناکام رہا... وہ سچ باغلی ہو گیا تھا۔ دیکھن ہال میں ناکام ہونے کے بعد اس نے ہنس کی رہائش گاہ کا رخ کیا اور وہاں میں اس نے ہنس پر گولی چلائی تھی؟
 فریدی خاموش ہو گیا۔

فریدی کچھ سوچنے لگا تھا۔ جیتھرو ڈی ہنس نے چونک کر کہا: ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ گریٹی نے ہر کچھ ہاؤز میں بھی ڈاکٹر ہنس پر حملہ کیا۔ مجھے یقین تھا کہ گریٹی اس پر دوسرا حملہ ضرور کرے گا مگر اس کے لیے ہر کچھ ہاؤز کے ویران پائیں باغ کے علاوہ اور کوئی جگہ مناسب نہیں ہو سکتی۔ جیسے ہی ہنس کی کار دیکھن ہال کی کمانڈ سے باہر نکلی، میں نے جمید کو ضروری ہدایات دے کر اس کا تعاقب شروع کر دیا پھر وہی ہوا جس کی توقع تھی۔ گریٹی پہلے ہی سے پائیں باغ میں چھپا بیٹھا تھا۔ جیسے ہی ہنس کا رخ اسے آگیا اس نے غار کر دیا اور پھر اپنی دانست میں اسے ختم کر کے باہر کی طرف بھاگا۔ باہر میں موجود تھا۔ بہر حال میں نے گریٹی کو بھی گرفتار کر لیا لیکن اس کی ذہنی حالت مشکوک نہیں ہے؟
 "اس کی صناعت کس نے دی تھی؟ ڈی۔ آئی۔ جی بولا۔

"صناعت دینے والے بھی یہی ذراست شریف تھے؟ فریدی نے قیدی کی طرف اشارہ کیا۔
 "ہوں... ڈی۔ آئی۔ جی نے اپنا ٹیلا ہونٹ دانتوں میں

دبا لیا جیتھرو ڈی ہنس کچھ سوچتا رہا پھر بولا: اس میں مشبہ نہیں کہ اگر تم اپنی آنکھیں کھلی نہ رکھو تو یہاں نہ جانے کیا کیا ہو جانے بھلا یہ کس بول پولیس کے کس کا تعاقب کرتی تھی؟ اس آدمی پر حیرت ہے جو لکڑی کے اس تنگ سے ٹول میں اتنے عرصے تک زندہ رہا؟
 "حیرت کی بات نہیں۔ گیس ماسک اور ایکسین کی تھیلیاں اس کے پاس تھیں؟

"مشکوک ہے، لیکن پھر بھی اس تنگ سے ٹول میں بکڑے چڑے رہنا محال ہے، کیوں کہ میرا تو سوچ کہہ رہی وہ دم ٹھٹ رہا ہے؟
 فریدی خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا: "بہر حال یہ کوئی نامکن نہیں ہے، صرف پریکٹس ہوئی چاہیے۔ یہ تو ایکسین کے سہاے زندہ رہا لیکن میں نے اکثر سادھوؤں کو دیکھا ہے جو تین تین دن تک زمین میں دفن رہنے کے بعد صبح سلامت نکلے ہیں؟

"مشکوک کہتے ہو؟ ڈی۔ آئی۔ جی سر ہلا کر بولا: لیکن ہنس کہاں ہے؟
 "اسے میری جلد ہی پیش کر دوں گا؟ فریدی نے قیدی اوڑھوٹ کر آدمی کی طرف دیکھ کر کہا: یہ واقعہ ان احوال اسی کرے شک محدود رہے تو بہتر ہے۔
 "مشکوک ہے؟ ڈی۔ آئی۔ جی کچھ سوچتا رہا بولا۔

حمید داخلن بجا رہا تھا اور روزنی ناچ رہی تھی۔
 ڈاکٹر ہنس بھی اسی کرے جس میں موجود تھا اور کبھی بھی نظر پیا کو حمید کے چہرے کی طرف بہت غور سے دیکھنے لگا تھا۔ اچانک اس نے اٹھ اٹھا کر کہا۔
 "میری ایک بات سن لو؟

"ڈاکٹر، پھر کبھی سننا نہ رہے روزنی نہیں میری روح ناچ رہی ہے اور جب میری روح ناچنے لگی ہے تو میں اٹھا، گونگا، مہرا غرضیکہ بالکل اپنا چھو جاتا ہوں۔
 روزنی ہنستے ہنستے ٹک گئی۔
 حمید نے جھٹکا کر داخلن ایک صوفے پر پختے ہوئے کھانا۔
 "پوچھو کیا کر چھتے ہو؟

"میرا آدمی رولینڈ رات سے غائب ہے؟
 "ہیں اتنی سی بات تھی ڈاکٹر، اچھا میں نوکرتش کر دوں گا کہ اس کا مشراخ مل جائے؟

پھر اس نے روزنی سے کہا: شروع ہو جاؤ؟
 "واقعی رولینڈ کی غیر حاضری تشویش ناک ہو گئی ہے؟ روزنی

حمید کی بات پر دھیان دے کر بھر بولا۔
 "ڈاکٹر! مجھے اس نے ہم دونوں پر گولی چلائی ہے۔ مجھ کو بولا۔
 "نہیں ایسی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی؟
 "پھر تم پر گولی کون چلا سکتا ہے اور پھر ساتھ ہی ساتھ مجھ پر
 بھی۔ ہم دونوں کا دشمن کون ہو سکتا ہے؟
 "بھلا روایتی تھا راکشمن کیوں ہو سکتا ہے؟ ڈاکٹر نے حمید
 کو تیز نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھا
 "تم ٹھوڑی دیر کے لیے یہاں سے چلی جاؤ۔ حمید نے روزی
 سے کہا کہ میں ڈاکٹر کو جتا جا رہا ہوں کہ وہ میرا دشمن کیوں ہو سکتا ہے؟
 "مگر اس وقت کروڑوں روزی نے کہا۔
 "اچھا تو میں تمہارے سامنے ہی بتا رہا ہوں۔ شاید روایتی کو تم
 سے دل چسپی ہے۔ اور میں نے تم میں دل چسپی یعنی شروع کر
 دی ہے لہذا اس کا بھوکا اٹھنا لازمی ہے اور چونکہ ڈاکٹر بھی مجھے
 پسند کرتے ہیں اس لیے وہ ان کا بھی دشمن ہو گیا ہے۔
 "مگر اس نے ڈاکٹر کو سامنے بنا کر بولا۔
 "یوں کام نہیں چلے گا، ڈاکٹر! حمید نے پہنچنے کرنے والے
 لمحے میں کہا کہ یہ جو اس نہیں ہے کہ میں روزی کو پسند کرنے لگا ہوں؟
 "فصلوں باتیں مت کرو۔ مذہبی بکڑ کر بولی۔
 "ارے تم بھی فضول کہہ رہی ہو۔۔۔ یعنی...
 "میں سنجیدگی سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ ڈاکٹر نے بسن
 تیز لہجے میں بولا۔
 "میں غیر سنجیدہ نہیں ہوں؟
 "تم چھپ چھپ رات کو کہاں غائب ہو گئے تھے؟
 "غائب تو تم ہوئے تھے ڈاکٹر؟
 "اوہ... میں... باغ میں تھا۔ میں اور ریگی تازہ ہوا لینا
 جاتے تھے؟
 "اگر کیوں کہ تم نے ہی مجھ پر گولی چلائی تھی؟
 "میں کیوں چلاتا؟ ڈاکٹر نے اسے ٹھوڑے لگا۔
 "اچھا تو سنو، جب مجھ پر حملہ ہوا تو تم باغ میں تھے اور
 میرا پیٹ مجھ سے زیادہ فاصلے پر نہیں تھا۔ جسے کہہ دو مجھے اپنے
 ساتھ لے گیا اور کچھ اس قسم کی گفتگو شروع کی جس سے یہ شروع
 ہوتا تھا کہ وہ حملہ تھامی ہی آیا پھر ہوا تھا؟
 "سراسر غلط ہے۔ بھلا میں تم پر اس طرح کیوں حملہ کرنے
 لگا۔ اگر تمہیں قسم کی کہنا ہوتا تو روزی کے ذریعے تمہیں زہر دولا
 دیتا۔ سمجھو؟

ڈاکٹر نے بسن ہنسنے لگا۔
 "ٹھیک کہتے ہو ڈاکٹر! پشت کے دروازے سے آواز آئی۔
 وہ سب چونک کر کھڑے۔
 دروازے میں فریدی کھڑا مسکرا رہا تھا۔ اس کے دونوں
 ہاتھ پیوں میں تھے۔
 "میں تم سے متفق ہوں۔ وہ بھر بولا۔ روزی، بیکر اسٹنٹ
 کو اس طرح زہر دے سکتی تھی جس طرح سونیا نے راجو کو۔
 "اوہ... مگر بزن آؤ... آؤ... مگر تم بغیر علاج کے اندر کیسے
 چلے آئے؟ ڈاکٹر نے بسن اٹھنا چاہا۔
 "بیٹھ جاؤ... فریدی نے ٹھکانہ لہجے میں کہا۔ اس کا دھنا
 ہاتھ جیب سے نکل آیا تھا اور اس میں رولور تھا۔
 "چلو بیٹا، ڈاکٹر نے مسکراتا ہوا بولا اور بیٹھ گیا۔ شاید تم اس
 وقت غصے میں ہو؟
 "مگر روزی ہی بات ہے۔ حمید جبکہ کر بولا۔ تم ان کی غلط فہمی
 رفع کرو۔ وہ پھر اس نے فریدی سے کہا۔ جی ہاں... ڈاکٹر نے حملہ
 نہیں کیا تھا مجھ پر۔ خود ڈاکٹر ہی کسی نے حملہ کیا تھا کیوں روزی
 ڈارنگ! وہ روزی کو دیکھ کر مسکراتا لگا۔
 "اچھا کرنا، یہی بتا دو کہ میں کیسے حمید پر حملہ کیوں کرنے لگا؟
 ڈاکٹر نے بسن کہا۔
 "میں کب کہتا ہوں کہ تم نے اس پر حملہ کیا تھا؟
 "بھروسہ...
 "وہ تو ایک ایسے پاگل کی حرکت تھی، جسے اپنے ہاتھوں اپنی
 محبوب کی موت یا دائمی بلی بھی؟
 "میں بالکل نہیں سمجھا۔
 "مگر جی... ڈاکٹر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں لیکن پھر
 وہ فوراً ہی سنبھل کر بولا۔ "گرتی... مگر جی کیا ہے؟
 "مگر جی وہی بلا ہے جس نے راجو کا خاتمہ کر دیا تھا؟
 "کون راجو... میں کیسے راجو کو نہیں جانتا؟
 "خوب... فریدی تلخ انداز میں مسکرایا۔ شاید تم ان میوں سے
 بھی ناواقف ہو گے تو تم نے نیشنل بینک میں بھجوائی تھیں؟
 "میں نطقی واقف ہوں۔ کیوں کیا ہوا؟ ہاں میں نے کل
 دو میاں نیشنل بینک کے توسط سے فروخت کی ہیں؟
 "اور اس سے قبل دو میاں سٹیٹل بینک کے توسط سے فروخت
 کی تھیں؟

"ہاں یہ بھی صحیح ہے۔ ڈاکٹر نے بسن پر سکون لہجے میں بولا۔
 "اور یہ بھی صحیح ہے کہ وہ میاں صرف ٹھوڑی کے خوں ہیں؟
 "کیا مطلب؟
 "اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ ڈاکٹر! فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔
 "میں بلا وجہ اپنے ہاتھوں کو تکلیف نہیں دیتا۔ ڈاکٹر نے بسن
 پر دھانی سے کہا۔ بیٹھ جاؤ... میں آج تمہیں برازیل کی کافی پڑاؤں
 گا۔ روزی... ریگی سے کہو کہ کافی تیار کرے؟
 روزی جانے کے لیے مڑی۔
 "بھروسہ... فریدی بولا۔ اس کمرے سے باہر جانے والا اپنی
 موت کو دعوت دے گا؟
 روزی رنگ گئی۔
 "کیا تم سچی سنجیدہ ہو؟ ڈاکٹر نے حیرت ظاہر کی۔
 "ہاں، ایسی صورت میں مگر سنجیدہ ہونا پڑتا ہے۔ جب
 ایک مری سے فوٹوں کی گیمیں برآمد ہوں اور دوسری سے ایک
 زندہ لاش؟
 اچانک ڈاکٹر نے بسن صوفے سے اچھل کر زمین پر گر پڑا اور
 ساتھ ہی شیشے کا ایک چھوٹا سا گولا دیوار سے ٹکرا کر پھٹا۔... ہائی سی
 آواز۔ ٹھوڑی اور فریدی نے بسن پر غور کر دیا لیکن وہ بڑی پھرتی سے
 فرش پر پھسل کر صوفے کی اوٹ میں ہو گیا۔
 اور روزی نے چھوٹا سا گنگ مارکر دروازے سے باہر نکل گئی۔ حمید
 اس کے پیچھے دوڑا۔ فریدی نے دوسرا فائر کر دیا لیکن وہ اپنے سر پر
 مٹھ لاقی بلا سے لاعلم تھا۔ بسن کا پھینکا ہوا شیشے کا گولا ٹھیک کسی
 جگہ دیوار پر لگا جہاں فریدی کھڑا تھا اور گولے کے پھٹنے ہی اس میں
 سے ٹھوڑا سا غبار نکل کر فضا میں نہ صرف پھرنے لگا بلکہ آہستہ آہستہ
 پھیلاؤ بھی اختیار کر جا رہا تھا لیکن اس طرح نہیں جیسے معمولی دھواں
 سرعت کے ساتھ اپنا دائرہ وسیع کرتا ہے بلکہ ایسا معلوم ہو رہا تھا
 جیسے وہ اپنا حجم بڑھانے کے لیے فضا میں پھیل رہی کسی غیر مرنی اور
 مخالف قوت سے زور زانی کر رہا ہو۔ یعنی اس کے بڑھنے کا انداز
 کچھ دبا دبا سا تھا۔ فریدی نے تیرا فائر کیا لیکن بسن سو... ڈاکٹر نے بسن
 صوفے سے چپک کر رہ گیا تھا۔
 فریدی کو یقین ہو گیا کہ اس کے پاس رولور نہیں ہے ورنہ وہ
 ضرور فائر کرتا۔ وہ یہ سوچ کر آگے بڑھنے ہی والا تھا کہ اس کے سر پر
 مٹھ لانا ہوا غبار ایک بینک نیچے پھسل آیا۔ فریدی نے گردن جھٹک
 کر نیچے ہٹنے کی کوشش کی لیکن اسے ایسا محسوس ہوا جیسے ناک کے
 سوراخوں میں تیز رو چنگاریاں سی گھسی چلی گئی ہوں۔

... پھر وہ جہاں تھا وہیں چکر مار کر گر پڑا۔
 اس کے گرد کے آواز سننے ہی ڈاکٹر نے بسن صوفے کی اوٹ
 سے نکلا۔ اس نے چنگی سے ناک دبا رکھی تھی۔
 پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ بے ہوش فریدی کو گھسیٹتا ہوا
 کمرے سے باہر جا رہا تھا۔ اس نے اسے دھاری میں ڈال دیا اور
 کمرے کا دروازہ بند کرنے لگا۔
 اس وقت اس کے چہرے پر ہلاک دردنگ نظر آرہی تھی۔
 اس کے خدو خال تک بدل کر رہ گئے تھے۔ شاید اس وقت اس
 کے سامنے بھی اسے مشکل ہی سے پہچان سکتے۔
 دروازہ بند کر کے وہ فریدی کی طرف مڑا اور آب اس کے
 ہاتھ میں ایک بڑا سا پتا تو تھا۔
 مکان میں ریگی اور روزی کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔
 اس کے باوجود بسن حمید کو ان پر قابو پانے میں کافی دشواریوں کا
 سامنا کرنا پڑا۔
 لیکن کسی نہ کسی طرح اس نے انہیں ایک کمرے میں بند
 ہی کر دیا اور خود باہر ہی ٹھہرا۔ اسے تو قلعہ قلعی فریدی ڈاکٹر سے ٹٹ
 رہا ہو گا۔
 "ڈارنگ کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ روزی نے منناقی ہوئی آواز
 میں کہا۔
 "کسی نہ کسی زبان میں ڈارنگ گدھے کو بھی کہتے ہوں گے؟
 حمید بولا۔
 "بھئی میں ناچ رہی تھی۔ تم نے کہا تھا کہ تمہاری روح ناچ
 رہی ہے؟
 "اب میں خود ناچ رہا ہوں اور جب میں ناچتا ہوں تو میری
 روح بھبھک مٹنے لگتی ہے؟
 ریگی چیخ چیخ کر حمید کو گالیاں دے رہی تھی۔
 "یہ ذرا قاعدے کی باتیں کر رہی ہے۔ حمید نے رولور لگا لیا۔
 "اوہ... چپ ہو جاؤ... ریگی نے روزی نے دیگی کو ڈانٹا۔
 "جتنے دو تیرے؟ حمید بولا۔ اس کی آواز میں بڑی کشش ہے؟
 "تو کھول دو نا۔ روزی نے روٹھنے والی آواز میں کہا۔
 "بھروسہ... ذرا دلصاحب سے پوچھ لوں؟ حمید بولا۔
 پھر اس نے دروازوں اور کھڑکیوں کا جائزہ لیا جب یقین
 ہو گیا کہ وہ دونوں کسی طرح بھی باہر نہ نکل سکیں گی تو وہ اس کمرے کی
 طرف چل پڑا جہاں اس نے فریدی اور بسن کو چھوڑا تھا۔

لیکن رابدری میں اسے وہ منظر دکھائی دیا جس نے اس کی
گوں کا خون منجمد کر دیا۔ فریدی فرس پر بے حس حرکت پڑا تھا اور
ڈاکٹر ہنس غالباً اسی لیے اس پر جھک رہا تھا کہ اس کی گردن
پر پتھر بھیر دے۔

”خردار... حمید دونوں ہاتھ ملاتا ہوا جیتنا۔ بدحواسی میں وہ
یہ بھی بھول گیا تھا کہ اس کے کوٹ کی اندرونی جیب میں پستول
موجود ہے۔

ڈاکٹر ہنس پتھر کے کا دستہ ہتھی میں محبوس ہوئے دو اتر وار
حمید کی طرف جھپٹا اور پھر اگر حمید دونوں ہاتھوں سے اس کا دامن
ہاتھ نہ پکڑ لیتا تو چاقو کا پھل اس کے سینے میں اتر گیا تھا۔

ہنس اس سے زیادہ طاقت ور تھا لیکن شاید اس وقت
حمید کی مادی طاقت اس کے ہاتھوں میں کھینچ آئی تھی۔ ہنس
اپنا دامن ہاتھ کسی طرح نہ چھڑا سکا۔ مگر اس نے حمید کو جلد ہی نیچے
گرا دیا۔ اس کا ہاتھ اب بھی حمید کی گرفت میں تھا۔

مگر اب تک حمید کی طاقت حجاب دیتی جا رہی تھی اور ساتھ
ہی اس کے ہاتھوں پر ڈاکٹر ہنس کا دباؤ بڑھتا جا رہا تھا۔ چاقو کی
ونک آہستہ آہستہ حمید کی گردن کی طرف کھسک رہی تھی۔

ایک لمحہ فریدی نے کراہ کر روٹ لی اور پھر کھل کر اٹھ بیٹھا۔
اس نے ڈاکٹر ہنس اور حمید کو دیکھا لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ
یکساں ہو رہا ہے۔ اسے اپنا سرب تک پتھر سا معلوم ہوا۔ ہاتھ جس کے
بوجھ سے گردن کھینچ گئی۔

لیکن اس کیفیت کے زائل ہونے میں دیر نہیں لگی۔ پتھر
نہیں وہ کسی گیس بھی جو سب سے الائنڈ تھی لیکن اس کا اثر زائل ہونے
میں بھی زیادہ دیر نہیں لگتی تھی۔

فریدی کا ذہن سوچنے سمجھنے کے قابل ہو گیا تھا۔
وہ بے تحاشا ان کی طرف دوڑا۔

اس وقت چاقو کی ونک حمید کے سینے سے صرف ایک انچ
کے فاصلے پر تھی۔

فریدی نے دونوں ہاتھوں سے ڈاکٹر کی گردن دبوچ کر اسے
ایک جھپٹے کے ساتھ کھنکھرا کر دیا۔ چاقو اب بھی ہنس کے ہاتھ میں تھا۔
اس نے بڑی تیزی سے ہاتھ کھنکھایا لیکن اتنی دیر میں فریدی اسے کمرے
لا کر نیچے پھینک چکا تھا۔

پتھر نے اسے اس کی کوشش کی اور ہنس با فریدی کی مٹھور
اس کی مٹھوری پر پڑی۔ چاقو اس کے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔
فریدی نے کمری مان پکڑ کر اسے فرش سے اٹھایا اور پھر ایک

گھونسہ اس کی ناک پر چڑھ دیا۔ ہنس اچھل کر کئی فٹ دُور جا پڑا۔ وہ
چاقو کے قریب ہی رہا تھا۔ اس نے اپنے ہی لیے پستول چاقو کا دستہ
پکڑ لیا اور قبل اس کے کہ فریدی اس تک پہنچتا وہ تن کر کھڑا ہو گیا۔
اس کے چہرے پر بخون ہی بخون تھا۔

اس بار اس نے بڑی بے جگری سے حملہ کیا لیکن یہ حملہ بھی
نا کام رہا۔ فریدی اسے گیند کی طرح اڑھسے اڑھسے اڑھسے چھال رہا تھا۔
اور حمید ہاتھوں کی طرح تھپتھپا رہا تھا۔ نہ جانے کیوں اس

وقت اس پر اذیت پسندی کا بھوت سوار ہو گیا تھا۔ وہ ان دونوں
لوگوں کو کمرے سے نکال لایا۔ دونوں نے ہنس کو اس حال میں
دیکھ کر پائل کتبوں کی طرح چیخنا شروع کر دیا۔ فریدی گھونسوں...
پتھروں اور گھوکوں سے اس کی حرمت گر رہا تھا۔

حمید نے دونوں لوگوں کے سر زانے شروع کر دیے۔ ایسا
معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ کچھ پائل ہو گیا ہو۔ چونکہ ابھی صبح کے
گھر سے نواتھا اس لیے اسے ان کی شکلوں میں ذرا براہ بھی دکھائی
نہیں نظر آ رہی تھی اور ان کے چہنچہ اور گڑگڑانے کا انداز اسے زیادہ

سے زیادہ ظلم پر ابھار رہا تھا۔
”یریکارے پتھر جھڑے۔ اسے فریدی کی گرج سنائی دی۔
حمید نے دونوں کی گردنیں چھوڑ دیں اور اپنا مٹھو بولا۔ اپنا
حساب بے باقی کر رہا تھا۔

اس نے ڈاکٹر ہنس کو دیکھا جو فرش پر بے ہوش پڑا تھا۔
حمید دوبارہ لوگوں کی طرف بڑھا تھا کہ فریدی دیمان
میں آ گیا۔

”تمھاری جمالیاتی حس کہاں گئی؟ اس نے ہنس کو پوچھا۔
”جہنم میں۔“
”جلو! خود فریدی نے اسے ایک طرف ہٹا دیا۔
وہ عجیب نظروں کے بے ہوش جرم کی طرف دیکھ رہا تھا۔

”جہنم میں۔“
”جلو! خود فریدی نے اسے ایک طرف ہٹا دیا۔
وہ عجیب نظروں کے بے ہوش جرم کی طرف دیکھ رہا تھا۔

وہ عجیب نظروں کے بے ہوش جرم کی طرف دیکھ رہا تھا۔

